عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

جلد: ۴۲ | ۴ تا ۱۲ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جولائی ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۲۸

قرآنِ کریم کی بے حرمتی پر

اُمتِ مسلمہ سراپا احتجاج

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ

ختم نبوت کانفرنس

نواب شاہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

طوافِ وداع کے بعد مزید طواف کرنا

س:......طوافِ وداع کرنے کے بعد مزید طواف یا عمرہ کیا جا سکتا ہے؟ طوافِ وداع سے میں فارغ ہوگیا تو اب عمرہ کرنا چاہ رہا ہوں، کیا یہ درست ہوگا؟

ج:......حج کے تمام افعال مکمل کرنے کے بعد جب حاجی کا مکہ مکرمہ سے اپنے وطن واپسی کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع مردوں اور پاک خواتین پر واجب ہوتا ہے۔ اس کا وقت طوافِ زیارت کرنے کے بعد سے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے طوافِ زیارت کے بعد کسی بھی وقت کوئی بھی نفلی طواف کرلیا ہو تو طوافِ وداع ادا ہوجائے گا۔ البتہ طوافِ وداع رخصت ہوتے وقت دوبارہ کرلینا مستحب ہوگا۔ اس لئے اگر کسی نے ایک بار طوافِ وداع کرلیا ہو اس کے بعد اسے مزید طواف کرنے یا عمرہ کا موقع اور سہولت حاصل ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وقوفِ منیٰ کا وقت

س:.... وقوفِ منیٰ کتنی دیر کا ہونا چاہئے سنت ادا کرنے کے لئے، اگر کوئی دسویں تاریخ کو طوافِ زیارت کرنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے مثلاً بہت بیمار ہونے کی وجہ سے یا بوڑھے والدین کی وجہ سے جن کا پیدل چلنا دشوار ہو رہا ہو منیٰ کا قیام چھوڑ دے اور عزیزیہ میں ہوٹل میں ٹھہرے صرف رمی کے لئے منیٰ جایا کرے کیا ایسا کرنا درست ہوگا؟ کیا اس سے کوئی دم تو لازم نہیں آئے گا؟

ج:.... دسویں تاریخ کو طوافِ زیارت کر کے اگر کوئی ظہر سے پہلے ہی فارغ ہوجائے تو پھر اسے مکہ سے واپس منیٰ آنا چاہئے اور ظہر کی نماز منیٰ میں آکر پڑھنا مسنون ہے اور رات کو بھی منیٰ میں رہنا سنت ہے، منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رات کو رہنا مکروہ ہے، لیکن اس سے کوئی دم وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔ بہرحال بلاعذر منیٰ کا قیام چھوڑنا خلافِ سنت اور مکروہ ہے، اگر کوئی شدید عذر ہو، جیسے آپ نے کہا تو امید ہے کہ اللہ جل شانہ معاف فرمادیں گے۔

مرحوم شوہر کی جائیداد میں بیویوں کا حصہ

س:......اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو کیا ہر بیوی کو علیحدہ علیحدہ آٹھواں حصہ ملے گا یا آٹھواں حصہ کو ہی تمام بیویوں میں تقسیم کیا جائے گا؟

ج:......شوہر کے انتقال کے بعد اگر اس کی اولاد موجود ہو تو بیوی کو اس کے کُل مال کا آٹھواں حصہ ملتا ہے، اگر شوہر کی کوئی بھی اولاد نہ ہو تو پھر بیوی کو کُل مال کا چوتھائی حصہ ملتا ہے۔ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو آٹھواں حصہ کو ہی ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کردیا جائے گا۔ اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی حصہ کو ہی سب بیویوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔ ہر ایک کا علیحدہ آٹھواں یا چوتھا حصہ نہیں ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

لندن

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۴ تا ۱۲ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جولائی ۲۰۲۳ء شمارہ:۲۸

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قرآن کریم کی بے حرمتی......	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۸	محمد عبدالمتعالی نعمان
حضراتِ حسنین کریمینؓ کی محبت	۱۰	عبدالمالک مجاہد، ریاض
حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، نواب شاہ	۲۰	رپورٹ: قاری عبداللہ فیض
استاذ العلماء مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	رپورٹ: مولانا عبدالرزاق
مولانا رفیق احمدؒ کی رحلت	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۴۲، فصل:.... ۵ھ کے غزوات

غزوۂ دومۃ الجندل : ۱:..... اس سال غزوۂ دومۃ الجندل ہوا، دومۃ الجندل: دالِ مہملہ کے ضمہ کے ساتھ، فتحہ بھی جائز ہے، اور واؤ ساکنہ کے ساتھ، شام کے قریب ایک شہر ہے، مدینہ سے پندرہ سولہ دن کی مسافت پر اور دمشق سے پانچ دن کے فاصلے پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار اَفراد کی معیت میں ۲۵ ربیع الاوّل کو روانہ ہوئے اور سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں جانشین بنایا، ان کا ذکر غزوۂ قرقرۃ الکدر کے ذیل میں آچکا ہے، وہیں ان کے نام کا ضبط بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین، اُونٹ، بکریاں چھوڑ کر بھاگ نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غنیمت بنایا اور اپنے رُفقاء پر تقسیم کردیا، ۲۰ ربیع الثانی کو مدینہ واپسی ہوئی، مقابلے کی نوبت نہیں آئی۔

غزوۂ بنو مصطلق : ۲:..... اسی سال شعبان میں، صحیح قول کے مطابق غزوۂ خندق سے پہلے، غزوۂ بنی المصطلق ہوا، جسے غزوۂ مریسیع بھی کہا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے ۲ شعبان ۵ھ کو سات سو صحابہؓ کی معیت میں روانہ ہوئے، حضرت عائشہ اور حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہما بھی ہمراہ تھیں، مدینہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو، اور بقول بعض ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ مشرکوں کو شکست ہوئی، ان کے دس افراد قتل اور سات سو یا اس سے زیادہ قید ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مویشیوں اور بکریوں پر قبضہ کیا، اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا، انہی قیدیوں میں حارث بن ابی ضرار المصطلقی کی صاحبزادی حضرت جویریہ بھی تھیں، مسلمانوں کا صرف ایک آدمی شہید ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ۲۸ دن بعد یکم رمضان کو واپس مدینہ پہنچے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ غزوہ شعبان ۶ھ میں ہوا، مگر یہ قول ضعیف ہے، اور وہ جو صحیح بخاری میں ہے کہ ۴ھ میں ہوا، یہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے، اسی لئے علماء نے کہا ہے یہ سبقتِ قلم ہے۔

بنو المصطلق : ..... بکسر لام، یہ قبیلۂ خزاعہ کی ایک شاخ تھی، قدید کے قریب، فرع کی ایک جانب مکہ و مدینہ کے درمیان ان کی رہائش تھی، ان کی آبادی اور فرع کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی۔

مریسیع :..... ان کے کنویں کا نام تھا، یہ غزوہ کبھی قبیلے کی طرف اور کبھی ان کے کنویں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، فرع کی تفسیر وضبط ۳ھ کے غزوات کے ذیل میں غزوۃ الفرع کے ضمن میں دیکھئے۔

غزوۂ خندق : ۳:..... اسی سال شوال میں، اور بقول بعض ذی القعدہ میں، غزوۂ خندق ہوا، جسے غزوۂ اَحزاب کہتے ہیں، اور بعض کا قول ہے کہ غزوۂ خندق ۴ھ میں ہوا۔ شامی فرماتے ہیں: ’’اس کا ۵ھ میں ہونا ہی زیادہ صحیح اور معتمد ہے، بلکہ یہی قطعی ہے۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۸ شوال یا ذیقعدہ کو خندق کی طرف روانہ ہوئے، اس غزوہ میں مسلمان تین ہزار کی تعداد میں تھے، اور مشرکین دس ہزار یا بارہ ہزار، اور ایک قول کے مطابق پندرہ ہزار تھے، جو قریش، غطفان، قریظہ، نضیر اور دیگر تمام قبائل سے جمع ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں جانشین بنایا، اس غزوہ میں مندرجہ ذیل چھ مسلمان شہید ہوئے: ۱:۔ سعد بن معاذ الاوسی۔ ۲:۔ اوس بن اوس الاوسی۔ ۳:۔ عبداللہ بن سہل الاوسی۔ ۴:۔ طفیل بن نعمان السلمی۔ ۵:۔ ثعلبہ بن عنمہ السلمی۔ ۶:۔ کعب بن زید النجاری۔ رضی اللہ عنہم

اور چار مشرک قتل ہوئے: ۱:۔ عمرو بن عبدوَدّ۔ ۲:۔ اس کا بیٹا حسل بن عمرو۔ ۳:۔ نوفل بن عبداللہ المخزومی۔ ۴:۔ منبہ بن عثمان بن السباق بن عبدالدار۔

(جاری ہے)

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

قرآن کریم کی بے حرمتی پر

امتِ مسلمہ سراپا احتجاج!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ کا آخری دین ’’اسلام‘‘ آفاقِ عالم پر ابدی حیثیت کا حامل بن کر چمکا اور اس نے اطرافِ عالم کو اپنی ضیا پاشیوں سے جہالت کی تاریکی سے نکالا، تب سے تیرگی وسیاہ شبی کے راہی شیاطین نے اس کے ساتھ اپنی دشمنی کا اعلان کر رکھا ہے اور وہ کبھی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے جس سے مسلمانوں کے ایمانی احساسات کو ٹھیس پہنچائی جاسکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانپ سے متعلق ارشاد فرمایا ہے: ’’مَاسَالَمْنَاھُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاھُنَّ۔‘‘ (ابوداود، اول کتاب الادب، باب فی قتل الحیات، رقم الحدیث: ۵۲۴۸) یعنی: ’’جس روز سے ہماری آپس میں لڑائی ہوئی ہے، تب سے ہم نے کبھی باہم صلح نہیں کی۔‘‘ کہا جاتا ہے کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے وسوسے کا شکار بنانا چاہا، لیکن جنت میں داخل نہیں ہوسکا تو وہ ایک سانپ کے منہ میں گھس کر اس کے ذریعے سے جنت کے اندر جا پہنچا، اور حضرت آدم وحوا علیہما الاسلام کو اس درخت کا پھل کھانے پر مجبور کردیا، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا، چنانچہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام جنت سے نکال کر دنیا میں اتار دیے گئے۔ تب سے سانپ وانسان کی جبلت میں ایک دوسرے کی دشمنی وعداوت بیٹھ گئی ہے اور دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے۔ (ملا علی قاریؒ، بحوالہ: عون المعبود)

جس طرح سانپ اور بچھو کی فطرت میں انسان کو ڈسنا، ڈنگ مارنا اور قتل کرنے کی کوشش کرنا شامل ہے، اور خواہ کچھ کرلیا جائے مگر یہ اپنی عادت سے باز نہیں آتے، اسی طرح دینِ اسلام کے دشمنوں کی جبلت میں اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اذیت پہنچانا اور تکلیف دینا شامل ہے، اور ان کے ساتھ خواہ جس قدر بھی رواداری کا مظاہرہ کرلیا جائے مگر یہ اپنے خبثِ باطن کے اظہار سے باز نہیں آتے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:

’’إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً‘‘، ’’وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً۔‘‘ (الاحزاب: ۵۷، ۵۸)

ترجمہ: ’’جو لوگ ستاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے

واسطے ذلت کا عذاب، اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کیے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا۔'' (ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ)

چنانچہ آئے روز کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی اور کبھی قرآن کریم کی توہین و تنقیص کے واقعات مغرب میں پیش آنا معمول بن چکا ہے، ہر چھ ماہ یا سال بعد ایسا سانحہ پیش آتا ہے جو اربوں مسلمانوں کے دلوں کو چھلنی کر دیتا ہے۔ اس کی ابتدا ہلاکو خان سے ہوئی، جب اس نے بغداد میں لاکھوں مسلمانوں کے قتل عام کے ساتھ ساتھ اسلامی لٹریچر کی لائبریریوں کو آگ لگوا دی، جس سے اسلامی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ راکھ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سقوط اندلس کے وقت قرآن کریم کے ہزاروں نسخے جلائے گئے تھے۔ ۲۰۰۵ء میں امریکی فوجیوں نے مسلمان قیدیوں کے سامنے قرآن کریم کی دانستہ بے حرمتی کی۔ ۲۰۰۷ء میں نیویارک کے ایک آرٹ ایونٹ میں ایک ہم جنس پرست فنکار نے قرآن کریم کو شہید کیا تھا۔ ۲۰۱۰ء میں ایک امریکی عیسائی نے فلوریڈا کے ڈوورلڈ آؤٹ ریچ سینٹر میں قرآن کریم کے نسخے جلانے کا اعلان کیا تھا، جس پر وہ عمل درآمد تو نہ کر سکا مگر اس سے دنیا میں نفرت انگیزی کی فضا نے جنم لیا، اس کے بعد ۲۰۱۱ء میں امریکا کے اندر سرِ عام قرآن کریم نذرِ آتش کیا گیا تھا۔ ۲۰۱۲ء میں افغانستان کے اندر امریکی فوج نے بگرام ایئربیس پر قرآن کریم کی بے حرمتی کی۔ مارچ ۲۰۱۳ء میں انگریزی میگزین انسپائر نے باقاعدہ اعلان شائع کیا تھا، جس کے مطابق: ''اسلام کے خلاف جرائم کے لئے مردہ یا زندہ لوگ درکار ہیں۔'' اور اس اعلان کے ساتھ بدنام زمانہ ٹیری جونز کی تصویر چسپاں تھی، جو عوامی سطح پر قرآن کریم شہید کرنے کی شہرت رکھتا ہے۔ ۲۰۱۷ء میں ڈنمارک میں قرآن حکیم کی بے حرمتی کو قانونی قرار دے دیا گیا، جس کے بعد وہاں قرآن حکیم کی بے حرمتی کے بے شمار واقعات پیش آئے۔ ۲۰۱۹ء میں ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن میں سویڈن کے ایک مذہبی انتہا پسند لیڈر نے پولیس کے حصار میں قرآن کریم کو آگ لگائی تھی۔ ۲۰۱۹ء ہی میں ناروے کے اندر ایک انتہا پسند گروپ نے اپنی ریلیوں میں بار بار قرآن کریم کو جلایا تھا۔ ۲۰۲۰ء سے ۲۰۲۲ء تک ڈنمارک کی ایک پارٹی نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت سویڈن کے مختلف شہروں میں قرآن کریم کی بے حرمتی کی۔ جرمنی میں گزشتہ سال ۹۹۸ مسلم مخالف واقعات رونما ہوئے اور ۵ سو زبانی حملے کیے گئے ہیں۔ اسلام، مسلمانوں اور اسلامی مقدسات کی بے حرمتی کرنے والوں میں جرمنی کے مردوں کے علاوہ ان کی عورتیں بھی شامل تھیں، آئے دن اشتعال انگیز بیانات، دھمکیاں اور تشدد مغربی اقوام کا معمول بن چکا ہے۔ سال رواں کے آغاز میں بھی سویڈن و ہالینڈ میں توہین قرآن کے واقعات پیش آئے تھے، اور اب ۲۹ر جون ۲۰۲۳ء کو جب پاکستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں عیدالاضحیٰ منائی جا رہی تھی تو سویڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہومز کی مرکزی مسجد کے باہر، مسلمانوں کے اجتماع کے سامنے، ریاستی پولیس کی حفاظت میں، باقاعدہ عدالتی اجازت نامہ کے تحت قرآن کریم کو جلا کر مغرب نے اسلام دشمنی کے تسلسل کو ٹوٹنے نہ دیا اور ثابت کر دیا کہ یہ وہ سانپ اور بچھو ہیں جو ڈسنے اور ڈنک مارنے سے کبھی باز نہیں آ سکتے۔

خبروں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شخص عراق کا شہری اور ملحد ذہنیت کا حامل ہے اور اس نے سویڈن جا کر وہاں کی عدالت سے اس عملِ بد کی اجازت کے لئے رجوع کر رکھا تھا، عدالت کے استفسار پر سویڈن پولیس نے بدنیتی سے کام لیتے ہوئے رپورٹ جمع کرائی کہ ایسے واقعے پر کوئی ردِ عمل نہیں آئے گا، جو ظاہر ہے کہ سراسر خلافِ حقیقت تھی، کیونکہ توہین قرآن کے اس واقعے کے بعد سویڈن سمیت پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے، اسلامی ممالک کی عالمی تنظیم او آئی سی نے ہنگامی اجلاس طلب کر کے اس سانحے کے خلاف سخت ترین کارروائی کا مطالبہ کیا، عراق، کویت، عرب امارات اور مراکش نے سویڈن کے سفیروں کو طلب کر کے شدید احتجاج ریکارڈ کرایا، ترکیہ، لبنان، اردن، فلسطین، سعودی عرب اور پاکستان نے سویڈن سے مجرم کو

سزا دینے کا مطالبہ کیا، پاکستان کے وزیر اعظم جناب میاں محمد شہباز شریف نے اقوام متحدہ سے اس دل دوز سانحے پر اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا، اور ۷ رجولائی بروز جمعہ ملک بھر میں سرکاری سطح پر یوم تقدیسِ قرآن منانے کا اعلان کیا، جب کہ حکومتی اتحاد پی ڈی ایم کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی اپیل پر جمعیت علمائے اسلام سمیت تمام دینی سیاسی جماعتوں نے جمعہ کے روز احتجاجی ریلیاں نکالیں، مساجد میں احتجاجی قراردادیں منظور کی گئیں، اور مدارس میں قرآن کریم کی تلاوت کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ملک کے تمام بڑے شہروں میں احتجاج کیا گیا، جس میں بڑی تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ تاجر برادری، وکلا برادری نے بھی احتجاجی ریلیاں نکالیں، بارکونسلوں میں مذمتی قراردادیں منظور کی گئیں، اور عدالتی کارروائی کا بائیکاٹ کیا گیا۔ یوں قرآن دشمن طبقے کو پوری امت مسلمہ نے متفقہ ردِّعمل سے پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کردیا۔

چنانچہ سویڈن حکومت جس نے پہلے تو یہ بیان جاری کیا تھا کہ ہمارا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں ہے، حالانکہ یہ سب سویڈن ہی کی عدالت کی اجازت سے ہوا تھا، اب وہ یہ اعلان کررہی ہے کہ توہینِ قرآن کے مجرم کو سزا دی جائے گی اور آئندہ اس قسم کے واقعات کو روکنے کے لیے قانون سازی ہوگی۔ یقیناً یہ اہل اسلام کی بڑی کامیابی ہے، جو اتحاد و اتفاق کا ثمرہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر کچھ اہم ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں:

۱:.... قرآن کریم کی تلاوت کا معمول شب و روز حرزِ جاں بنائیں اور کبھی اس میں ناغہ نہ ہونے دیں۔

۲:.... قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر علمائے کرام سے سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں، اور دنیا میں جہاں جائیں، جس شعبے میں کام کریں، تو اپنے کردار سے قرآن کریم کا پیغام عام کریں۔

۳:.... خصوصاً غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمان، جن پر ہر وقت غیر مسلموں کی نظر رہتی ہے اور بعض اعمال میں مسلمانوں کو کمزور اور کوتاہ دیکھ کر ان کی یہ رائے قائم ہوجاتی ہے کہ یہ بھی ہمارے ہی جیسے ہیں، انہیں چاہئے کہ اپنے مضبوط ایمانی اور اسلامی کردار اور عملی زندگی سے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ ادا کریں اور کبھی اس میں کوتاہی نہ ہونے دیں۔

۵:.... سویڈن کی مصنوعات کا مسلمان تاجر و عوام بائیکاٹ کریں، سرکاری و بین الاقوامی مسلم قیادت اس بائیکاٹ کو کامیاب بنانے میں اپنا قائدانہ کردار ادا کرے، کیونکہ موجودہ زمانے میں معاشی تعلقات سب سے زیادہ اہمیت حاصل کرچکے ہیں۔ اس طرح وہ ممالک جن کی معیشت کا بڑا انحصار مسلم ممالک پر ہے، اپنے ملکوں میں توہین آمیز واقعات کا سدباب کریں گے۔

۶:.... اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے آسمانی الہامی کتب اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین و تنقیص کے سدباب کے لئے بین الاقوامی معاہدہ و قانون سازی کی جائے اور کسی بھی مذہب کے مقدسات کی توہین کے مرتکب کو بلا امتیاز سزا دی جائے۔

۷:.... پاکستان سمیت تمام اسلامی برادری سویڈن کا سفارتی بائیکاٹ کرے، اپنے سفیروں کو وہاں سے واپس بلائے اور سویڈن کے سفیروں کو ملک بدر کرے، تا آنکہ سویڈن حکومت مجرم کے خلاف اقدامات سنجیدگی سے کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے، اس کی دعوت کو دنیا بھر میں عام کرنے، اور اس کی حفاظت کے لئے عملی کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وصلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیّدنا محمّدٍ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

محمد عبدالمتعالی نعمان

نواسۂ رسولؐ، جگر گوشۂ بتولؓ، نوجوانانِ جنت کے سردار، کربلا کے قافلہ سالار، حق وصداقت کے علم بردار، سبطِ رسولؐ سیدنا حضرت حسینؓ، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہیتے نواسے، شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدۃ النساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے عظیم فرزند اور حضرت حسنؓ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ابو عبداللہ آپؓ کی کنیت، سید، طیب، مبارک، سبط النبیؐ، ریحانۃ النبیؐ اور نواسۂ رسولؐ القابات ہیں۔ سیدنا حضرت حسینؓ شعبان 4ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ولادت باسعادت کی خبر سن کر سیدِ عرب وعجم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور نومولود حضرت حسینؓ کے کانوں میں اذان دی اور آپؓ کے منہ میں اپنا مبارک لعاب دہن داخل فرمایا، آپؓ کے لئے دعا فرمائی اور آپؓ کا نام نامی حسینؓ رکھا۔ سیدنا حسینؓ نے تقریباً سات سال تک سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات حسنینؓ سے غیر معمولی محبت وشفقت فرماتے اور تمام صحابہ کرامؓ بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں حسنین کریمینؓ سے خصوصی شفقت ومحبت رکھتے اور اکرام فرماتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ، امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت عثمان غنیؓ بھی حضرات حسنینؓ کو نہایت عزیز اور مقدم رکھتے اور انہیں اپنی اولاد پر ترجیح دیتے تھے۔ امام عالی مقام سیدنا حسینؓ بے حد فیاض، نہایت متقی، عبادت گزار اور کثرت کے ساتھ نیک عمل کرنے والے تھے۔ سخاوت، مہمان نوازی، غرباء پروری، اخلاق ومروت، حلم وتواضع اور صبر وتقویٰ آپؓ کی خصوصیات حسنہ تھیں۔ آپؓ کو نماز سے بے حد شغف تھا۔ اکثر روزے سے رہتے۔ حج وعمرہ کی ادائیگی کا ذوق اتنا کہ متعدد حج پاپیادہ ادا فرمائے۔ حضرت امام حسینؓ اپنی ذات میں ایک امت تھے۔ آپؓ نہ صرف صورت بلکہ سیرت مبارکہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبیہ تھے۔ آپؓ کی ذات گرامی اتنے محاسن اور محامد سے آراستہ ہے کہ نگاہیں خیرہ ہوجاتی ہیں۔

سیدنا حسینؓ نے علم وتقویٰ کے ماحول میں آنکھ کھولی اور خانوادۂ نبویؐ میں پرورش پائی، اسی لئے معدنِ فضل وکمال بن گئے۔ علم کا باب تو آپؓ کے گھر میں کھلتا تھا اور تقویٰ کی سیدنا حسینؓ کو گھٹی ملی تھی، اسی لئے فطری طور پر آپؓ اپنے دور میں شریعت اور طریقت کے امام تھے۔ تمام ارباب سیرت نے حضرت امام حسینؓ کے فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے کہ آپؓ بڑے درجے کے حامل تھے۔ حضرت علیؓ قضاء وافتاء میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ سیدنا حسینؓ نے بھی حصول علم کے بعد مسند تدریس کو زینت بخشی اور مسند افتاء پر فائز ہوئے۔ اکابر مدینہ مشکل مسائل میں آپؓ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ سبط رسولؐ سیدنا حضرت حسینؓ دینی علوم کے علاوہ عرب کے مروجہ علوم میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ آپؓ کے تبحر علمی، علم وحکمت اور فصاحت و بلاغت کا اندازہ آپؓ کے خطابات سے کیا جاسکتا ہے۔ جن میں سے کچھ آج بھی کتب سیرت میں موجود ہیں۔

جگرِ گوشۂ بتولؓ، سیدنا حضرت امام حسینؓ فضائل ومناقب اور سیرت وکردار کا روشن ودرخشاں باب ہیں۔ متعدد احادیث مبارکہ آپؓ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرات حسنینؓ کی عظمت ومحبوبیت کا یہ عالم ہے کہ اکثر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دونوں کے لئے دعائیں مانگتے اور لوگوں کو آپؓ کے ساتھ محبت رکھنے کی تاکید فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆...... ’’حسنؓ اور حسینؓ، یہ میرے بیٹے، میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انہیں اپنا محبوب بنا اور جو ان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت فرما۔‘‘ (ترمذی، مشکوٰۃ)

☆...... سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حسنؓ وحسینؓ نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔" (ترمذی)

☆......ایک موقع پر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے حسنؓ وحسینؓ سے محبت کی، اس نے درحقیقت مجھ سے محبت کی اور جو ان دونوں سے بغض رکھے گا، وہ دراصل مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔" (البدایۃ والنہایۃ ج8 ص208)

☆......اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں۔" (ترمذی)

سن 60ہجری میں جب یزید تخت پر بیٹھا تو لادینیت، ناانصافی، عہد شکنی، ظلم و جبر اور فسق وفجور کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ اسلام کی آفاقی تعلیمات کی روح کے منافی فسق و فجور سے آراستہ فاسقانہ ثقافت یزید کے دور اور اس کے دربار میں پروان چڑھنے لگی۔ تاریخ کی بے شمار کتب اس کی گواہ ہیں۔ ایسے وقت میں جب کہ خلافت کی بساط لپیٹ دی گئی اور ملوکیت کی بنیادیں رکھی جانے لگیں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہوگیا، لہٰذا اس نازک وقت اور سنگین دور میں یہ عظیم سعادت سیدنا حسینؓ کا مقدر ٹھہری۔ آپؓ ایمانی جذبے سے سرشار ہو کر کھڑے ہوئے اور یزید کے باطل اقدامات کے خلاف آہنی دیوار ثابت ہوئے اور برائی کے سدِّ باب کے لئے آپؓ نے ہر ممکن کوشش کی۔

امام حسینؓ نے تمام خطرات کے باوجود عزیمت کی راہ اختیار کی، کیونکہ ایک طرف ذاتی خطرات تھے اور دوسری طرف نانا صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور امت محمدیؐ کا مفاد تھا، لہٰذا آپؓ نے نہ صرف اپنی ذات اقدس بلکہ اپنے پورے گلشن کو اسلام کی سربلندی اور امت کے وسیع تر مفاد پر قربان کر دیا۔ اور یوں 10 محرم الحرام یوم عاشور بروز جمعہ 61ہجری میں وہ دل دوز، دل خراش سانحہ پیش آیا، جس میں امام مظلوم سیدنا حضرت امام حسینؓ اپنے فرزندوں، بھتیجوں اور اپنے دیگر عزیزوں اور جاں نثاروں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے مقام کربلا میں یزیدی لشکر سے مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوئے اور باطل کو وہ شکست فاش دی کہ رہتی دنیا تک جس کی نظیر نہیں مل سکتی، حق و صداقت کی وہ لازوال شمع روشن کی جو کفر و باطل کی گھٹاٹوپ ظلمتوں میں انسانیت کے لئے راہِ نجات اور چراغ راہِ منزل ہے۔ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔" (نسائی، ترمذی)

اور سیدنا امام حسینؓ نے دورِ ظلم و جور میں جس شان سے افضل جہاد کیا اور جرأت و شجاعت، عزم و استقلال، ایمان و عمل، ایثار و قربانی، تسلیم و رضا کی جو بے مثال داستان رقم کی، تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپؓ کے قیام نے لوگوں کے شعور کو جلا بخشی، جذبہ حریت بیدار ہوا اور خلافت کی حدود کا تعین ہوا۔ امام عالی مقام سیدنا حسینؓ کے قیام کا مقصد اعلائے کلمۃ الحق، اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں اللہ جل شانہ کی حکومت کا قیام، دین مبین کی ترویج و اشاعت اور حق و صداقت کی نشر و اشاعت تھا۔ نواسۂ رسولؐ سیدنا حسینؓ نے اپنی بے مثال قربانی سے لاالٰہ الا اللہ کا مفہوم اُجاگر کیا۔ تاریخ کے اس نازک موڑ پر اگر امام حسینؓ قیام نہ فرماتے تو حقیقت یہ ہے کہ شاید آج تک حقیقت مشتبہ ہی رہتی، کچھ معلوم نہ ہوتا کہ خلافت کیا ہے اور ملوکیت کیا؟ ہمیں کون سا نظام اختیار کرنا ہے اور کس نظام سے بچنا ہے؟ اگر آپؓ قیام نہ فرماتے تو ملوکیت کو سندِ جواز مل جاتی، جیسے کلیم اللہ حضرت موسیٰؑ فرعون کے خلاف قیام نہ فرماتے تو فرعونیت قائم رہتی۔

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے شاید اسی لئے شبیرؓ و یزید کا ذکر موسیٰؑ و فرعون کے ساتھ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

موسیٰؑ و فرعون و شبیرؓ و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید

یہ تاریخی فرض ادا کرنے پر امام حسینؓ بجاطور پر خیر اُمت ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ استبدادی حالات اور ظلم و جور کی حکومت میں امام حسینؓ کا اقدام قیام کی سنت قائم کرتا ہے۔ اگر سیدنا حسینؓ کا اسوہ ہمارے سامنے نہ ہوتو جبر و استبداد کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھ سکتا اور ظلم کے خلاف کوئی تحریک نہیں چل سکتی۔

امام الشہداء سیدنا امام حسینؓ کا فلسفۂ شہادت نہ صرف مسلمانوں بلکہ کل انسانیت کے لئے ایک دستور حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت نے ضمیروں کو بیدار کیا، دلوں کو بدلا، ذہنی انقلاب کی راہیں ہموار کیں اور انسانی اقدار کی عظمت و اہمیت کو فروغ دیا۔ لہٰذا استبدادی حالات اور ظلم و جور کی حکومت میں سیدنا حسینؓ کا اقدام ہمارے لئے قیام کی سنت قائم کرتا ہے اور ہمیں درس فراہم کرتا ہے کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں، باطل چاہے کتنا ہی طاقت ور ہو، شر اور یزیدی قوتیں کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہوں، حق و صداقت کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت، اسوۂ نبوی کے احیاء اور دین کی سربلندی کے لئے (باقی صفحہ 25 پر)

سیّدنا حسنین کریمینؓ کی محبت

عبدالمالک مجاہد، ریاض

سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علیؓ دونوں سید زادے دنیا میں ''ریحانۃ الرسول'' تھے۔ مدینہ طیبہ میں ان کے نانا محترم کے علاوہ بے شمار لوگ تھے جو ان سے شدید محبت کرتے تھے۔ مدینۃ الرسول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تھیں جو ان سے محبت کرتیں۔ ان کی خالائیں بھی تھیں۔ دیگر رشتے داروں کے علاوہ مدینہ طیبہ میں مہاجرین اور انصار تھے جو ان کی ایک ایک ادا پر دل وجان سے فدا تھے۔ سیدنا حسن وحسینؓ اُن خوش قسمت نفوس میں سے تھے جن کی تربیت خود اللہ کے رسول نے فرمائی۔ ان کو ہمیشہ لقمۂ حلال ہی کھانے کو ملا۔

ذرا اِس حدیث نبوی پر غور فرمایئے۔

مسجد نبوی میں صدقے کی کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ سیدنا حسن اور حسینؓ ابھی چھوٹے تھے، وہ کھجوروں کے ڈھیر سے کھیلنے لگ گئے، ان میں سے ایک نے کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ اللہ کے رسول اپنے ننھے سے نواسے کو دیکھ رہے تھے، آپ نے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر اسے باہر پھینک دیا اور فرمایا: بیٹا ''کُخ کُخ''! اس کو نکال دو، تھوک دو۔ ہم بنو ہاشم ہیں، ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آپ بحیثیت باپ، خاوند، نانا، سسر، دوست، سب لوگوں سے زیادہ افضل تھے۔ امت کی خیر خواہی میں ہر وقت مصروف رہنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے شب وروز کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی کبھار اپنی بیٹی سیدہ فاطمہؓ کے گھر میں تشریف لے جاتے، ان کے احوال دریافت کرتے اور ان کے بچوں کے ساتھ کھیلتے۔ سیدنا حسن بن علیؓ آپ کے سب سے بڑے نواسے تھے۔ آپ کو ان سے بے حد محبت تھی۔

جب سیدہ فاطمہؓ کی شادی ہوئی تو ایک عرصہ تک سیدہ کا گھر بنو قینقاع کے بازار کے اطراف میں واقع تھا۔ یہ گھر انہوں نے غالباً حارثہ بن نعمان سے کرایہ پر لے رکھا تھا۔ رسول اللہ نے ایک دن اپنے شاگرد سیدنا ابو ہریرہؓ سے ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میرے ساتھ چلو۔ یہ نماز ظہر سے پہلے کا وقت تھا۔ مدینہ میں اُس روز قدرے زیادہ گرمی تھی۔ مدینہ کا موسم گرمیوں میں گرم اور سردی کے موسم میں خاصا ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ اس واقعہ کو سیدنا ابو ہریرہؓ یوں بیان کرتے ہیں:

''میں ایک دن مسجد نبوی میں بیٹھا تھا۔ دن روشن ہوچکا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس پر قدرے دباؤ ڈال کر مجھے ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ میں آپ کے ہمراہ چل پڑا۔ اللہ کے رسول کا رخ اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر کی طرف تھا۔ اُن دنوں سیدہ فاطمہؓ مسجد نبوی کے مشرق میں واقع بنو قینقاع کے بازار کے گرد ونواح میں رہائش پذیر تھیں۔ بنو قینقاع کا یہ بازار بقیع الغرقد کی طرف تھا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: ''ہم دونوں خاموشی سے کوئی گفتگو کیے بغیر بازار کے قریب سے گزرے۔ اللہ کے رسول بازار میں داخل ہوئے، اسے ایک نظر دیکھا...... پھر وہاں سے چل دیئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ آپ سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے، صحن میں تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: اَیْنَ لُکَعُ؟ ''چھوٹو کدھر ہے؟'' پھر فرمایا: اَیْنَ لُکَعُ؟ ''چھوٹو کدھر ہے؟'' پھر تیسری مرتبہ ارشاد ہوا: ''چھوٹو کدھر ہے؟'' یہ الفاظ آپ اپنے نواسے سیدنا حسن بن علیؓ کے بارے میں فرما رہے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ کا بیان ہے: اِدھر سیدہ فاطمہؓ اپنے صاحبزادے کو تیار کر رہی تھیں، اس لیے کوئی جواب نہ آیا۔ ہمیں اندازہ ہوگیا کہ وہ سیدنا حسن کو نہلا کر اچھا لباس پہنا رہی ہیں۔ اللہ کے رسول اور میں تھوڑی دیر کے بعد واپس مسجد نبوی میں آ گئے۔

جب ہم مسجد میں آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہونے کے بعد پھر فرمانے

لگے: اَيْنَ لُكَعٌ؟ ''چھوٹو کدھر ہے؟'' تھوڑی دیر گزری تھی کہ سیدنا حسن اپنے گلے میں ہار پہنے دوڑتے ہوئے آئے۔ اللہ کے رسول نے پیارے نواسے کو دیکھا تو اپنے بازوؤں کو کھولتے ہوئے ان کا استقبال فرمایا۔ ادھر سیدنا حسن نے بھی اپنے بازو پھیلا دیئے اور کہا: ایسے، پھر وہ اللہ کے رسول کی گود میں کود گئے۔ آپ نے حسن کو چوما، انہیں اپنے سینے سے لگایا۔ اُدھر حسن اپنے ننھے منے ہاتھوں سے داڑھی مبارک سے کھیلنے لگے۔ اللہ کے رسول نے حسن کو چومنا شروع کردیا۔ پھر اُن کے لیے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ ''اے اللہ! میں بے شک اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔'' سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں: اللہ کے رسول نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نواسے سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ سیدنا حسن سے پیار کررہے تھے، انہیں چوم رہے تھے کہ بنوتمیم کا سردار اقرع بن حابس اس منظر کو دیکھ کر کہنے لگا: یارسول اللہ! میرے دس بیٹے ہیں، مگر میں نے تو اپنے کسی بیٹے کو کبھی نہیں چوما۔ ارشاد ہوا: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔ ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔''

سیدنا ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے اللہ کے رسول کو سیدنا حسنؓ سے اس درجہ محبت کرتے دیکھا اور آپ کی یہ دعا بھی سنی: وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ۔ ''اللہ! تو اس سے محبت کر جو حسن سے محبت کرتا ہے۔'' تو میں سیدنا حسن سے بے پناہ محبت کرنے لگا۔ پھر ان کی محبت کی کیفیت یہ ہوگئی کہ فرماتے ہیں: مَا رَأَيْتُ حَسَنًا قَطُّ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنَايَ دُمُوعًا۔ ''میں نے جب کبھی حسن کو دیکھا فرطِ محبت سے میری آنکھوں میں آنسو آجاتے۔'' ایک اور روایت کے مطابق سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول کی یہ محبت دیکھنے کے بعد میری نگاہ میں سیدنا حسنؓ سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا۔

سعید بن ابی سعید المقبری کہتے ہیں:

''ایک مرتبہ ہم سیدنا ابوہریرہؓ کے ساتھ تھے۔ اسی دوران سیدنا حسن بن علیؓ آتے ہیں اور ہمیں سلام کہتے ہیں۔ ہم نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ سیدنا حسنؓ وہاں سے چل دیئے، مگر ان کی تشریف آوری کا سیدنا ابوہریرہؓ کو پتہ نہ چل سکا۔ ہم نے انہیں بتایا کہ یہ سیدنا حسن بن علی ہیں جو یہاں تشریف لائے تھے اور ہمیں سلام کہنے کے بعد اب واپس جارہے ہیں۔ ابوہریرہؓ فوراً اٹھے، ان کے پیچھے گئے اور عرض کی: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا سَيِّدِي۔ ''میرے آقا! میرے سردار! آپ پر بھی سلامتی ہو''، پھر سیدنا ابوہریرہؓ نے کہا: میں نے اللہ کے رسول کی زبان اقدس سے سنا ہے، آپ فرمارہے تھے: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ ''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔''

قارئین کرام! اگر اللہ کے رسول سیدنا حسن سے محبت کرتے ہیں تو وہ بھی اپنے نانا جان سے ازحد محبت کرتے ہیں۔ وہ اپنے بازو پھیلا دیتے ہیں۔ آپ کی گود میں بیٹھتے ہیں۔ آپ کی داڑھی سے کھیل رہے ہیں۔ نانا جان اور نواسے کی یہ محبت صرف ایک مرتبہ کی بات نہیں، نہ ہی یہ کوئی پہلا موقع ہے بلکہ یہ محبت اور پیار شروع دن سے چلا آرہا ہے۔ اللہ کے رسول نے اپنے اس نواسے کو گھٹی دی تھی۔ ان کا نام رکھا تھا۔ ان کے لیے دعائیں کی تھیں۔ انہیں سید شباب اہل الجنۃ کے لقب سے نوازا تھا اور ان کے لیے پیش گوئی فرمائی تھی کہ وہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائیں گے۔ اللہ کے رسول نہ صرف اس نواسے سیدنا حسنؓ سے محبت کرتے تھے بلکہ دوسرے نواسے سیدنا حسینؓ سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ان کے ہونٹوں کو بھی چومتے تھے۔

ایک دن اللہ کے رسول لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ سجدہ میں گئے تو سیدنا حسن کھیلتے ہوئے آئے اور نانا محترم کو دیکھا کہ سجدہ میں گئے ہیں تو اپنے نانا کی پشت پر سوار ہوگئے۔

معزز قارئین! کائنات نے اس سے زیادہ محترم، خوبصورت سوار اور سواری نہ دیکھی ہوگی۔ اللہ کے رسول کی اپنے پیارے اور لاڈلے نواسے کے ساتھ محبت کو ملاحظہ کیجیے کہ آپ نے اپنے سجدے کو طویل کردیا کہ بچہ کھیل رہا ہے۔ پھر جب اپنی مرضی سے سیدنا حسنؓ آپ کی پشت مبارک سے نیچے اترے تو آپ نے اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھایا۔ نماز مکمل فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے نہایت ادب سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج آپ نے خلاف معمول بہت لمبا سجدہ کیا ہے؟! آپ نے فرمایا: میرے اس بیٹے نے میرے سجدہ کو لمبا کردیا۔ یہ میری پشت پر سوار ہوگیا تھا، میں نے جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا۔ میں نے اسے موقع دیا کہ وہ کھیل لے اور جب وہ اپنی مرضی سے نیچے اترے تو میں نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ نانا جان محترم اور پیارے نواسے کے درمیان کس قدر محبت اور پیار ہے، وہ آپس میں کتنے مانوس ہیں۔ بچوں کے ساتھ یہ محبت اور پیار ایک دن کی بات

نہیں ہوتی بلکہ یہ مسلسل محبت وشفقت کا نتیجہ ہوتا ہے۔مسجد نبوی نے ایک منظر اور بھی دیکھا کہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اپنے گھر سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے ہیں۔اللہ کے رسول کے یہ دونوں پھول، سرخ رنگ کے لباس پہنے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اپنے نانا محترم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

کائنات کے امام اس وقت منبر پر تشریف فرما ہیں۔آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔لوگ ان معصوم بچوں کے لیے راستہ چھوڑتے جا رہے ہیں۔آپ نے دونوں نواسوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے خطبہ چھوڑ دیا، منبر سے نیچے ترے اور اپنے نواسوں کو اپنے مبارک ہاتھوں میں اٹھالیا۔ارشاد ہوا:اللہ تعالیٰ کا فرمان بلاشبہ سچ ہے:إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ”تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے۔“ میں نے اپنے نواسوں کو دیکھا تو صبر نہ کرسکا۔

قارئین کرام! یہ بات بتانے اور لکھنے کی ضرورت نہیں کہ اللہ کے رسول ان کو چومتے، پیار کرتے اور اپنے سینے سے لگاتے رہے، پھر دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے اور اپنے خطبے کو مکمل کیا۔

یہاں ایک اور قابل غور وفکر بات ہے کہ سیدنا حسن اور حسینؓ آپ کے پوتے نہیں نواسے ہیں۔ آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ کی اولاد ہیں۔ایک ایسے معاشرے میں جہاں بیٹی کو عار سمجھا جاتا تھا، اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔اللہ کے رسول بیٹی کو کتنا مرتبہ اور مقام دیتے ہیں کہ اسکے بیٹوں کے متعلق فرما رہے ہیں: هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا بِنْتِي ”یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔“

امام احمد فضائل الصحابہ میں یعلیٰ عامری سے روایت کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ایک دعوت پر اللہ کے رسول کے ساتھ میں بھی تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب ساتھیوں کے آگے آگے چل رہے تھے۔آپ کے پیارے نواسے حسین راستے میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔اللہ کے رسول نے انہیں پکڑنا چاہا تو بچے نے آپ کی گرفت سے بچنے کے لیے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ نبی انہیں ہنساتے رہے حتیٰ کہ انہیں پکڑ لیا۔آپ نے اپنا ایک دست مبارک سیدنا حسین کی گردن کے نیچے رکھا اور دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر انہوں دونوں ہاتھوں میں قابو کرکے ان کا بوسہ لے لیا ساتھ ہی آپ نے فرمایا: اَلْحُسَيْنُ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ ”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں“ اللّٰهُمَّ أَحِبَّ حُسَيْنًا ، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ ”اے اللہ! حسین سے محبت فرما، حسین نواسوں میں ایک شان وعظمت والا نواسہ ہے۔“

اس واقعے میں سیدنا حسین بن علی کی شان وعظمت بہت واضح ہے۔گویا کہ آپ کو وحی کے ذریعے آنے والے حالات کی خبر دیدی گئی اور آپ نے حسین سے محبت کرنے کی تاکید فرمائی۔آپ نے فرمایا:أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، فَإِنَّ مَحَبَّتَهُ تُؤَدِّي لِمَحَبَّةِ الرَّسُولِ وَمَحَبَّةُ الرَّسُولِ تُؤَدِّي إِلٰى مَحَبَّةِ اللّٰهِ ”اللہ اُس سے محبت کرے جس نے حسین سے محبت کی کیونکہ حسین کی محبت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا ذریعہ ہے اور رسول اللہ کی محبت اللہ کی محبت کا ذریعہ ہے۔“

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اللہ کے رسول کی وفات کے بعد سیدنا بلالؓ نے اذان کہنی چھوڑ دی تھی۔کسی نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ اب میں ”اشھد ان محمد رسول اللہ“ کہتے وقت کس کے چہرے کی طرف دیکھوں گا!اس کے بعد صرف دو موقعوں پر اذان دی۔پہلی مرتبہ آپؓ نے اس وقت اذان کہی جب سیدنا عمر فاروقؓ کے دور میں سرحدوں پر تشریف لے گئے اور جہاد میں مشغول ہوگئے۔ سیدنا عمر فاروقؓ جابیہ تشریف لے گئے تو ان کی درخواست پر سیدنا بلالؓ نے اذان کہی۔ جب صحابہ کرامؓ نے سیدنا بلالؓ کی اذان کی آواز سنی تو رونے لگے۔دوسرا موقع وہ تھا جب وہ مدینہ تشریف لائے اور سیدنا حسنؓ اور حسینؓ نے ان سے اذان کے لیے کہا۔ جب انہوں نے اذان دی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔مرد، خواتین، بچے روتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آئے۔یہ دونوں مواقع رقت انگیز تھے۔

سیدنا طلحہؓ نے اپنی زندگی میں مختلف اوقات میں کئی شادیاں کیں۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ سیدنا ابوبکرؓ کے داماد تھے۔ان کی بیٹی ام کلثوم ان کے عقد میں تھیں۔ ان کی متعدد بیویوں سے دس بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ان کی اولاد کئی نسلوں تک بڑے بڑے مناصب پر فائز رہی۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق ان کی ایک صاحبزادی ام اسحاق بنت طلحہ کی شادی سیدنا حسن بن علیؓ ہوئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد وہ سیدنا حسین بن علیؓ کے عقد نکاح میں آئیں اور ان کے بطن سے سیدہ فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں۔سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پوتے عبداللہ بن عبدالرحمنؓ اور حضرت مصعبؓ بن زبیر بن العوامؓ بھی ان کے داماد تھے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں

ایران فتح ہوتا ہے تو شاہ ایران یزدگرد کی تین بیٹیاں بھی بازار میں بکنے کے لیے موجود ہیں۔ وہ نہایت انکساری اور ذلت کے ساتھ نظریں نیچی کیے ہوئے زمین کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ کہاں وہ وقت کہ ان شہزادیوں کے آگے پیچھے نوکر چاکر اور خدام پھرا کرتے تھے۔ کہاں یہ وقت کہ ان کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور وہ اپنے مستقبل کے فیصلے کی منتظر ہیں۔ سیدنا علیؓ بن ابی طالب وہاں سے گزرے۔ انہوں نے سوچا ان شہزادیوں کی تربیت اعلیٰ شاہانہ انداز میں ہوئی تھی۔ انہیں یہ بات اچھی نہیں لگی کہ عام لوگ انہیں خرید کر اپنے گھر کی رونق اور زینت بنا لیں۔ انہوں نے سیدنا عمر فاروقؓ سے بات کی: ''یہ بڑے گھرانے کی بیٹیاں ہیں، ان کے ساتھ عمدہ سلوک ہونا چاہیے۔ اگر کبھی کسی بڑے خاندان کے شخص پر مصیبت کے دن آجائیں تو اس کی حیثیت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔'' سیدنا علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے مشورے سے ایک شہزادی کا نکاح محمد بن ابی بکر صدیقؓ کے ساتھ، دوسری کا عبداللہ بن عمر بن خطابؓ کے ساتھ اور تیسری شہزادی شہر بانو کا نکاح سیدنا حسین بن علیؓ بن طالب کے ساتھ کر دیا جاتا ہے۔ ان تینوں بہنوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام پر بھرپور طریقے سے کاربند ہوگئیں۔ تینوں شہزادیوں کے ہاں ایک ایک بیٹا پیدا ہوا جو اپنے زمانے کے یکتا اور انمول ہیرے تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام اللہ کے رسول کے بڑے صاحبزادے کے نام پر قاسم رکھا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام سالم رکھا گیا اور سیدنا حسین بن علی بن ابی طالبؓ کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام علی رکھا گیا جنہوں نے بعد ازاں زین العابدین کے لقب سے شہرت پائی۔ یہ وہی زین العابدین ہیں جو کربلا میں زندہ بچے تھے۔ صرف انہی سے سیدنا حسین کی نسل چلی۔ باقی ساری اولاد کربلا میں شہید ہوگئی۔ آپ 4 ہجری میں شعبان کی 5 تاریخ کو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ سیدنا حسن بن علیؓ کی ولادت کے 50 روز بعد شکم مادر میں تشریف لائے۔ آپ کو جو مختلف لقب دیے گئے ہیں ان میں رشید، طیب، سید، زکی، مبارک، بسیط وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کمر سے پاؤں تک جسمانی ساخت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔☆☆

مولانا مفتی راشد مدنی کا دورۂ دیر بالا

جون کے مہینے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی مبلغ مولانا مفتی راشد مدنی صاحب دامت برکاتہم کے پی کے مختلف اضلاع کے تبلیغی دورے پر تشریف لائے، اسی سلسلے میں طے شدہ پروگرام کے مطابق 17 اور 18 جون کو ضلع دیر بالا کا دورہ کرنا تھا۔ 16 جولائی کو حضرت مولانا مدظلہ صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال صاحب سمیت تشریف لائے، رات کو ضلعی امیر مولانا ذکی اللہ صاحب اور جنرل سیکریٹری مولانا عدنان الدین صاحب کے ساتھ ان کے مدرسہ جامعہ عبداللہ بن مسعود میں قیام ہوا۔

ڈگری کالج میں تربیتی نشست: ڈگری کالج دیر میں پروفیسر ساجد غنی صاحب نے BS کے طلبا کے ساتھ حضرت مولانا راشد مدنی کی تربیتی نشست رکھی، پروفیسر ساجد غنی صاحب شعبہ اردو کے چیئرمین ہیں، وہ اس سرکاری اعلیٰ عہدے سمیت ضلعی امیر مولانا ذکی اللہ صاحب کے مدرسہ میں مغرب کے بعد مکمل دینی علوم بھی حاصل کر رہے ہیں، وہ ڈگری کالج میں ختم نبوت کے نمائندہ کی حیثیت سے اچھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ صبح گیارہ بجے ڈگری کالج میں مفتی راشد مدنی صاحب کا بیان ہوا۔ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی علیہ الرضوان، خروج دجال پر مدلل گفتگو فرمائی اور ان موضوعات کے ضمن میں موجودہ تمام فتنوں کا رد فرمایا۔ آخر میں آپ نے اپنی عادت کے مطابق طلبا سے پانچ سوالات کیے BS کے اسٹوڈنٹ نعمان نے تمام سوالات کے جوابات دیئے جس پر حضرت مولانا مدظلہ کی طرف سے ان کو 500 روپے کا نقد انعام ملا۔ بیان کے بعد پروفیسر ساجد غنی صاحب کی معیت میں کالج کے پرنسپل جناب رشید احمد صاحب سے ملاقات ہوئی، تعارفی نشست میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد اور طریقہ کار کے حوالے سے پرنسپل صاحب کو آگاہ کیا گیا اور اس بات کی وضاحت کی گئی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جو دنیا بھر میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے تعاقب میں مصروف عمل ہے اور سیاسی مناقشات سے پاک ہو کر تمام مکاتب فکر اور سیاسی پارٹیوں کو ساتھ لے کر عقیدہ ختم نبوت کی خدمات سرانجام دے رہی ہے، اس وضاحت سے پرنسپل صاحب نے بہت سراہا اور ان کے ذہن سے بہت سے شکوک رفع ہوئے پرنسپل صاحب سے کالج میں بھی ختم نبوت کے کام کی ضرورت پر بات کی گئی۔ پرنسپل صاحب نے نہایت خوشدلی سے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ ہم ختم نبوت کے موضوع پر کالج کی سطح پر سیمینار کا انعقاد کریں گے، جس میں انٹر اور BS کے تمام اسٹوڈنٹس، پروفیسرز و لیکچررز شرکت کریں گے۔ پرنسپل صاحب سے ملاقات کے ساتھ کالج کا دورہ اختتام کو پہنچا۔ اس کے بعد واپس جامعہ عبداللہ بن مسعود تشریف لائے۔ (مولانا محمد عابد کمال، پشاور)

”صُوَرٌ مِنْ حَیَاۃِ الصَّحَابَۃ“ — زندگیاں صحابہؓ کی

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)
مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یو کے اسلامک مشن

ننھے عمیر نے ابھی ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ اس کے باپ سعد کا انتقال ہوگیا اور اس کی پیشانی پر یتیمی کا داغ لگ گیا۔ باپ نے مرتے وقت نہ مال ودولت چھوڑی تھی نہ کوئی سرپرست، جس کے وجہ سے عمیر بے یار ومددگار اور بے سہارا رہ گیا، لیکن بیوہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کی ماں نے قبیلہ بنی اوس کے ایک مالدار شخص جُلاس ابن سوید سے نکاح کرلیا جس نے عمیر کو اپنی سرپرستی میں لے کر اس کی کفالت کی ذمہ داری سنبھال لی۔ جُلاس نے عمیر کو اتنا پیار دیا، اس سے ایسی شفقت ومحبت کا برتاؤ کیا اور اس کے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آیا کہ اسے کبھی اپنی یتیمی کا احساس تک نہ ہوا۔

عمیر کو نشوونما پاتے اور پروان چڑھتے دیکھ کر جُلاس پھولے نہ سماتا کیونکہ عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کے تمام اعمال وافعال اور اس کی ساری حرکات وسکنات میں ذہانت وفطانت اور صداقت ودیانت کے آثار واضح طور پر محسوس ہورہے تھے۔

عمیر ابن سعد کی عمر ابھی دس سال سے زیادہ نہ تھی کہ وہ اسلام کے ٹھنڈے اور گھنے سائے میں آگیا، ایمان اس کے سادہ، پاک اور معصوم دل میں اچھی طرح جاگزیں ہوگیا اور اسلام کا بیج اس کے زرخیز وجود کو موافق اور سازگار پاکر خوب برگ وبار لایا۔ عمیر ابن سعد اپنی کم عمری کے باجود ہر نماز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے باجماعت ادا کرتا اور جب اس کی ماں کبھی اسے اکیلے اور کبھی اپنے شوہر کے ساتھ مسجد جاتے یا مسجد سے واپس آتے دیکھتی تو اس کا دل خوشی سے باغ باغ ہوجاتا۔ عمیر ابن سعد کی زندگی کے شب وروز اسی طرح عیش وآرام اور مسرت وشادمانی کے ساتھ گزر رہے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے اسے ایک سخت آزمائش میں مبتلا کردیا، مشیت ایزدی نے اس کو ایک ایسی بڑے امتحان میں ڈال دیا کہ شاید ہی اس عمر کا کوئی بچہ اس سے دوچار ہوا ہو۔

۵ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے جنگ کے لئے تبوک جانے کا اعلان فرمایا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے لئے تیاریاں مکمل کرلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو اسے صاف صاف بیان نہیں فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین متعین طور پر یہ نہیں سمجھ پاتے کہ کدھر اور کس سے جنگ ہوگی۔ مگر خلاف معمول غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ یہ بات بتادی تھی کہ رومیوں سے جنگ کے لئے تبوک چلنا ہے کیونکہ تبوک کی یہ مہم بُعد مسافت، صعوبت سفر اور دشمن کی طاقت وقوت کے اعتبار سے بہت اہم تھی تاکہ مسلمان اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حسب حال مناسب اور اطمینان بخش تیاری کرلیں۔ اس وقت موسم گرما شروع ہوچکا تھا، دھوپ میں کافی شدت آگئی تھی۔ باغوں میں پھل پک کر تیار تھے، سائے گھنے اور خوشگوار ہوگئے تھے اور اس وقت کسی جنگی مہم پر جانا اور ایسا طویل اور دشوار سفر کرنا آسان نہ تھا۔ مگر ان سب کے باوجود

اسلام کے شیدائیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کا بہت خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ البتہ منافقین کی ایک ٹولی اس مہم کو ناکام بنانے پر تلی ہوئی تھی۔ وہ ایسی باتیں کرتے جن سے مخلص مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو جائیں۔ حوصلے ٹوٹ جائیں اور ان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آوازے کستے اور اپنی نجی مجلسوں میں بے محابا ایسی باتیں اپنی زبانوں پر لاتے جو ان کے کفر کی واضح اور روشن دلیل ہوتیں۔

لشکر کی روانگی سے چند روز قبل کی بات ہے۔ ایک دن عمیر بن سعد نماز پڑھ کر مسجد سے واپس آیا۔ وہاں اس نے مسلمانوں کے ایثار و قربانی اور جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ کی جو حسین و دلکش مناظر دیکھے اور ایمان کو یقین اور عزم و حوصلہ سے بھرپور جو باتیں سنیں، ان سے اس کا پیمانۂ دل جوش و مسرت سے لبریز ہو رہا تھا۔ اس نے مہاجرین و انصار کی عورتوں کو دیکھا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتیں اور اپنے زیورات اتار کر خدمت اقدس میں پیش کر دیتیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے لئے سامان جہاد فراہم کر سکیں اس نے اپنے سر کی آنکھوں سے حضرت عثمانؓ بن عفان کو دیکھا۔ وہ چمڑے کی ایک تھیلی جس میں ایک ہزار دینار تھے، لائے اور اسے بارگاہِ نبوت میں پیش کر دیا۔ اس کی آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھا کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اپنے کندھے پر دو سو اوقیہ سونا لادے چلے آ رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیتے ہیں، یہی نہیں، اس نے تو یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص اپنا بستر فروخت کے لئے پیش کر رہا ہے تاکہ اس کی قیمت سے وہ اپنے لئے ایک تلوار خرید کر جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہو سکے۔

ایک طرف یہ دلکش اور حیرت انگیز مناظر یکے بعد دیگرے اس کے پردۂ ذہن پر مرتسم ہو رہے تھے اور دوسری طرف وہ اس افسوس ناک اور حیرت انگیز صورت حال کا سامنا کر رہا تھا کہ جُلاس اپنی خوشحالی اور فراخی کے باوجود جنگ کی تیاریوں سے یکسر غافل ہے اور اس کے یہاں اس سلسلے میں کوئی حرکت نہیں پائی جاتی۔ اس نے اپنے دل میں طے کر لیا کہ وہ جُلاس کو اس کی طرف توجہ دلائے گا اور اس کی ہمت اور حمیت و مروت کو ابھارے گا۔ اس نے جُلاس کے سامنے وہ ساری حوصلہ افزا اور ایمان افروز باتیں بیان کرنی شروع کیں، جنہیں وہ سن کر آیا تھا اور ان تمام مناظر کی تصویر کشی کرنے لگا، جنہیں اس کی آنکھیں دیکھ کر آئی تھیں۔

خاص کر اس نے ان مفلس مسلمانوں کے شوقِ جہاد کی روئیداد سنائی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بڑی لجاجت کے ساتھ یہ درخواست بارگاہِ رسالت میں پیش کی کہ انہیں بھی مجاہدین کی صف میں شامل کر لیا جائے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست اس وجہ سے رد کر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے لئے سواریوں کا انتظام نہ تھا اور وہ اپنی اس محرومی پر آنسو بہاتے ہوئے واپس چلے گئے کہ ان کو وہ ساز و سامان میسر نہیں جن کو لے کر وہ جہاد میں شریک ہوں اور اپنی آرزو پوری کریں لیکن عمیر سے یہ باتیں سنتے ہی جُلاس کے منہ سے ایک ایسی بات نکلی جس نے اس کم سن مومن کے ہوش اڑا دیئے، اس نے کہا:

”اگر واقعی وہ سب کچھ برحق ہے جو یہ شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کر رہا ہے تو ہم لوگ گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔“

جُلاس کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ سن کر عمیر حیرت و استعجاب میں ڈوب گیا۔ یہ بات تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ جُلاس جیسے تجربہ کار جہاندیدہ اور صاحب فہم و شعور شخص کے منہ سے ایسی بات نکل گئی جو اُسے یکا یک دائرہ ایمان سے نکال کر حلقہ کفر میں داخل کر دے گی۔

نوعمر اور کم سن عمیر اس صورت حال سے سخت سراسیمہ و پریشان تھا۔ وہ اس فکر میں سرگشتہ و حیران تھا کہ اس وقت وہ اپنی ذمہ داری کس طرح ادا کرے؟ اس نے سوچا کہ جُلاس کی طرف سے خاموشی اختیار کر کے اس کی پردہ پوشی کرنا خدا اور رسول سے خیانت کے مترادف اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے ہم معنی ہے اور جو کچھ سنا ہے اسے ظاہر کر دینے میں ایک ایسے شخص کی احسان فراموشی ہے جس نے اسے باپ کا پیار دیا اور یتیمی و تنگدستی کی حالت میں پناہ دی۔ نوجوان عمیر اس دوراہے پر تھوڑی دیر کے لئے حیران و ششدر کھڑا رہا۔ مگر جلد ہی وہ ایک قطعی اور آخری فیصلے پر پہنچ گیا، وہ جُلاس کی توجہ مبذول کرتے ہوئے بولا:

”خدا کی قسم اے جُلاس! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد روئے زمین پر کوئی دوسرا شخص مجھے آپ سے زیادہ محبوب نہیں ہے، مگر آپ نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر میں اس کا ذکر کروں تو آپ ذلیل و

رسوا ہوجائیں گے اور اگر خاموشی اختیار کرلوں تو جرم خیانت کا مجرم ٹھہروں گا اور اپنے دین وایمان کو اپنے ہاتھوں تباہ وبرباد کرلوں گا۔ میں اس بات کا عزم کرچکا ہوں کہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر آپ کی کہی ہوئی اس بات سے نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کردوں گا، آپ اپنے لئے بچاؤ کا جو طریقہ چاہیں سوچ لیں۔“

اس کے بعد عمیر ابن سعدؓ نے مسجد پہنچ کروہ سب کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کردیا جو اس نے جُلاس سے سنا تھا۔ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس ہی روک لیا اور ایک صحابی کو بھیجا کہ وہ جُلاس کو بلا لائیں، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ جُلاس بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوگیا اور سلام کرکے آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا:

”جُلاس! یہ کیسی بات ہے جو عمیر نے تم سے سنی ہے؟ پھر آپ نے وہ بات اسے بتائی:

”اے اللہ کے رسول! اس نے سراسر کذب بیانی اور افترا پردازی سے کام لیا ہے میں نے یہ بات نہیں کہی ہے۔“ جُلاس نے ڈھٹائی کے ساتھ جواب دیا۔

یہ سن کر صحابہ کرامؓ کی نظریں باری باری جُلاس اور عمیر کے چہروں کا جائزہ لینے لگیں تاکہ وہ اس کے چہروں سے ان کے دلوں میں پوشیدہ باتوں کا اندازہ لگاسکیں۔ اور وہ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرنے لگے۔ ایک شخص جس کا دل نفاق کا مریض تھا، بولا:

”یہ لڑکا بڑا نافرمان اور احسان فراموش ہے کہ اپنے محسن کے ساتھ بدی کرنے پر تلا ہوا ہے۔“ دوسرے نے کہا: ”نہیں! یہ ایک ہونہار اور سعادت مند بچہ ہے، اطاعت الٰہی کے زیر سایہ اس کی نشو ونما ہوئی ہے۔ اس کے چہرے کے آثار اس کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی طرف رُخ کیا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی دھاریں بہہ کر اس کے رخساروں اور سینے کو تر کر رہی ہیں اور وہ کہہ رہا ہے:

”اے اللہ! اپنے نبی پر میرے بیان کی تصدیق نازل فرمادے، اے اللہ! اپنے نبی پر میرے بیان کی تصدیق نازل فرمادے۔“

جُلاس نے اپنے دفاع میں بولتے ہوئے کہا: ”اے اللہ کے رسول! میں نے آپ سے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست اور حق ہے۔ آپ چاہیں تو ہم دونوں سے حلف لے لیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے وہ بات نہیں کہی جو عمیر نے آپ سے بیان کی ہے۔“

جیسے ہی وہ قسم سے فارغ ہوا اور لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف سے ہٹ کر عمیر کی طرف منتقل ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے آثار طاری ہوگئے۔ صحابہ کرامؓ سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ سب اپنی اپنی جگہوں پر ساکت و صامت اور پُرسکون ہوکر بیٹھ گئے اور ان کی نگاہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جم گئیں۔ اس وقت جُلاس کے چہرے پر خوف کے سائے پھیلتے جارہے تھے اور عمیر کے اوپر اطمینان اور انتظار کی ملی جلی کیفیت طاری تھی، تھوڑی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمانِ الٰہی کی تلاوت فرمائی:

”یَحْلِفُونَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا کَلِمَةَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوا بَعْدَ إِسْلاَمِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلاَّ أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ فَإِن يَتُوبُوا يَكُ خَيْراً لَّهُمْ وَإِن يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰہُ عَذَاباً أَلِيماً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلاَ نَصِيرٍ۔“

(التوبہ:۷۴)

ترجمہ: ”یہ لوگ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے وہ بات نہیں کہی ہے، حالانکہ انہوں نے ضرور وہ کافرانہ بات کہی ہے۔ وہ اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا جسے کر نہ سکے ان کا یہ سارا غصہ اسی بات پر ہے نا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کردیا ہے۔ اب اگر یہ اپنی روش سے باز آجائیں تو انہیں کے لئے بہتر ہے اور اگر یہ باز نہ آئے تو اللہ ان کو دردناک عذاب دے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور آخرت میں کوئی نہیں جو ان کا حمایتی اور مددگار ہو۔“

اس کو سنتے ہی جُلاس خوف سے کانپنے لگا اور اس کی زبان اس کے تالو سے چپک گئی، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور بڑی مشکل سے بولا: ”بل اتوب یا رسول اللہ، بل اتوب یا رسول اللہ!“ ..... ”عمیر نے سچ کہا تھا اور میں جھوٹا تھا، یا رسول اللہ! میری جان آپ پر فدا ہو، آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن سعدؓ کی طرف توجہ فرمائی تو دیکھا کہ مسرت کے آنسو اس کے ایمان سے منور چہرے کو تر کررہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک بڑھا کر نرمی سے اس کا کان پکڑا اور فرمایا:

’’بچے! تیرے کانوں نے جو کچھ سنا، صحیح سنا، تیرے رب نے تیری بات کی تصدیق کردی۔‘‘

اس کے بعد جُلاس مکمل طور پر دائرہ اسلام میں واپس آگئے اور زندگی بھر اس پر ثابت قدم رہے اور صحابہ کرامؓ نے بھی ان کے بہترین طرز عمل کو دیکھا کیونکہ انہوں نے عمیر بن سعد کے ساتھ سابقہ برتاؤ میں کوئی کمی نہیں کی، بلکہ پہلے سے زیادہ حسن سلوک کے ساتھ پیش آتے رہے۔ جب بھی ان کے سامنے عمیر کا ذکر چھڑتا تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر عطا فرمائے، اس نے مجھے کفر سے نجات دلائی اور میری گردن کو جہنم کے عذاب سے چھڑا لیا۔

یہ نوعمر صحابی، حضرت عمیر بن سعدؓ کی بچپن کی تصویر ہے جو انتہائی حسین اور بے حد دل نواز ہے، مگر ان کی جوانی کی تصویر اس سے کم خوشنما اور دل افروز نہیں ہے۔

....

حمص کے باشندے اپنے گورنروں کو پریشان اور ان کے خلاف شکایت کرنے میں مشہور تھے، جب بھی ان کے یہاں کوئی گورنر آتا، اس کے اندر ضرور کوئی نہ کوئی عیب ڈھونڈ نکالتے، اس کی شکایت دربارِ خلافت میں پہنچاتے اور خلیفہ سے مطالبہ کرتے کہ اس کی جگہ پر اس سے بہتر حاکم مقرر کیا جائے۔ یہ دیکھ کر امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے طے کرلیا تھا کہ ان کے اوپر کسی ایسی شخص کو والی بناؤں گا جس کی سیرت و کردار پر انہیں کسی طرح سے اعتراض اور نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے۔ انہوں نے ایک ایک کرکے اپنے تمام قابل اعتماد افسروں پر نظر ڈالی۔ آخر کار ان کی نگاہِ انتخاب حضرت عمیر بن سعدؓ پر جا کر ٹک گئی۔ ان کی نظر میں اس کے لئے ان سے زیادہ مناسب کوئی دوسرا شخص نہیں تھا۔

اس کے باوجود کہ انہوں نے شام کے علاقہ الجزیرہ میں غازیانِ اسلام کے ایک لشکر کی قیادت کرتے ہوئے بہت سے شہروں اور قلعوں پر فتح کے پرچم لہرادیئے تھے اور متعدد قبائل کو مطیع فرمان کرلیا تھا۔ امیرالمومنین نے شام کے محاذ سے واپس بلا کر حمص کی گورنری کا عہدہ ان کے سپرد کیا اور وہاں جانے کا حکم دیا۔ حضرت عمیر بن سعدؓ کے نزدیک جہاد فی سبیل اللہ کے بالمقابل کوئی چیز قابل ترجیح نہ تھی، مگر انہوں نے امیرالمومنین کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کردیا۔ جب وہ حمص پہنچے تو سب سے پہلے لوگوں کو مسجد میں نماز کے لئے جمع کیا، نماز مکمل ہوئی تو تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثنا اور رسول پر درود وسلام کے بعد فرمایا:

’’لوگو! اسلام ایک محفوظ قلعہ اور مضبوط دروازہ ہے، اسلام کا قلعہ عدل و انصاف اور اس کا دروازہ حق وصداقت ہے۔ اگر قلعہ ٹوٹ جائے اور دروازہ اکھڑ جائے گا تو اس دین کی حرمت پامال ہوجائے گی۔ اقتدار جب تک مستحکم و مضبوط رہے گا اسلام محفوظ رہے گا اور اقتدار کی مضبوطی کوڑے سے پیٹنے اور تلوار سے قتل کرنے میں نہیں ہے مگر اس کی مضبوطی اور استحکام کا راز حق کو اختیار کرنے اور عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ کرنے میں مضمر ہے۔‘‘

اس کے بعد وہ اس منصوبے پر عمل کرنے میں منہمک ہوگئے، جس کا اعلان انہوں نے اپنی اس مختصر سی تقریر میں کیا تھا۔

حضرت عمیرؓ بن سعد نے حمص میں مکمل ایک سال گزارا مگر اس مدت میں نہ تو انہوں نے دربارِ خلافت کو کوئی خط لکھا نہ مسلمانوں کے بیت المال کے لئے خراج وغیرہ کی کوئی رقم ہی بھیجی تو خلیفہ کے دل میں ان کے خلاف شکوک وشبہات نے سر اٹھانا شروع کیا، کیونکہ وہ اپنے گورنروں کے متعلق امارت کے فتنے سے ہمیشہ چوکنے اور ہوشیار رہتے تھے۔ ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی معصوم نہیں تھا، انہوں نے اپنے کاتب کو بلا کر کہا کہ عمیرؓ بن سعد کو لکھو کہ:

’’امیرالمومنین کا خط پاتے ہی حمص کو چھوڑ دو، دربار خلافت کے لئے روانہ ہوجاؤ اور اپنے ساتھ خراج کی وہ پوری رقم لے کر آؤ جو تم نے اب تک جمع کی ہے۔‘‘

خط پڑھ کر انہوں نے زادِ راہ کی تھیلی اٹھائی، کندھے پر پیالہ اور پانی کا برتن رکھا، ہاتھ میں نیزہ تھاما اور حمص کو اپنے پیچھے چھوڑ کر پیدل ہی مدینہ پہنچے تو بھوک اور فاقہ کی وجہ سے ان کا رنگ بدل گیا تھا، جسم نحیف و لاغر ہوگیا تھا، سر اور داڑھی کے بال بڑھ گئے تھے اور صعوبتِ سفر کے آثار ان کے اوپر پورے طور سے نمایاں تھے۔

حضرت عمرؓ نے انہیں اس حال میں دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے اور ان سے پوچھا:

’’عمیر! یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟‘‘

"امیرالمومنین! مجھے کچھ نہیں ہوا ہے، خدا کا شکر ہے میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میں اپنے ساتھ اپنی پوری دنیا اٹھالایا ہوں۔" عمیرؓ نے جواب دیا:

"تمہارے ساتھ کیا ہے؟" (انہوں نے سمجھا کہ بیت المال کے لئے خراج کی رقم لائے ہیں) میرے ساتھ میری تھیلی ہے جس میں زادِراہ رکھتا ہوں، میرا پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں، جس سے اپنا سر اور اپنے کپڑے دھوتا ہوں، میرے ساتھ میرا مشکیزہ ہے جس میں وضو اور پینے کا پانی رکھتا ہوں۔" ایک لمحہ توقف کے بعد پھر بولے:

"امیرالمومنین! میرے اس سامان کے علاوہ باقی دنیا میرے لئے بے ضرورت ہے، مجھے اس کی کوئی احتیاج نہیں۔"

"کیا تم پیدل ہی آئے ہو؟"

"ہاں! اے امیرالمومنین۔"

"بیت المال سے سواری کے لئے تمہیں کوئی گھوڑا نہیں ملا؟"

"نہ انہوں نے دیا، نہ میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا۔"

"تم بیت المال کے لئے جو رقم لائے ہو، وہ کہاں ہے؟"

"میں بیت المال کے لیے کچھ نہیں لایا ہوں۔"

"وہ کیوں؟"

"حمص پہنچا تو میں نے وہاں کے صلحا کو جمع کرکے خراج کی وصولی اور اس کی فراہمی کی ذمہ داری ان کو سونپ دی تھی، وہ جو کچھ بھی وصول کرکے لاتے میں ان کے مشورے سے وہ پوری رقم مستحقین میں تقسیم کردیا کرتا تھا۔" حضرت عمیرؓ بن سعد نے وجہ بتاتے ہوئے کہا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے کاتب سے فرمایا:

"عمیرؓ کے لئے حمص کی گورنری کا پروانہ تجدید تحریر کردو۔"

"نہیں امیرالمومنین! میں اب یہ ذمہ داری نہیں اٹھانا چاہتا، نہ آپ کے لئے نہ آپ کے بعد کسی دوسرے کے لئے۔" حضرت عمیرؓ نے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

پھر وہ حضرت عمرؓ سے اجازت لے کر مضافات مدینہ کی ایک بستی میں چلے گئے، جہاں ان کے اہل وعیال مقیم تھے۔ عمیرؓ بن سعد کو اپنی بستی میں آئے ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ حضرت عمرؓ نے ان کی آزمائش کا فیصلہ کرلیا اور اپنے ایک قابل اعتماد شخص حارث کو بلا کر کہا کہ:

"عمیر کے یہاں جاؤ اور وہاں بہ حیثیت مہمان قیام کرو، اگر تمہیں ان کے یہاں خوشحالی اور کشادگی کے آثار نظر آئیں تو فوراً آکر مجھے آگاہ کرنا اور اگر افلاس وتنگدستی کے حالات دیکھو تو یہ سو دینار ان کے حوالے کردینا۔" انہوں نے دیناروں کی تھیلی ان کو تھماتے ہوئے کہا:

حارث! عمیرؓ کی بستی میں آئے اور پتہ پوچھتے ہوئے ان کے گھر پہنچے۔ ملاقات ہوئی تو ان کو سلام کیا۔ حضرت عمیرؓ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا: "کہاں سے آئے ہو؟"

"مدینہ سے۔"

"مدینے کے مسلمان کیسے ہیں؟"

"بخیر وعافیت"

"امیرالمومنین کیسے ہیں؟"

"وہ بھی بخیریت ہیں۔"

"کیا وہ حدود کا نفاذ نہیں کررہے ہیں؟"

"کیوں نہیں!۔"

"اے اللہ عمرؓ کی مدد فرما، وہ تجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔" انہوں نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے ہوئے کہا:

"حارثؓ عمیرؓ بن سعد کے یہاں مہمان کی حیثیت سے تین رات مقیم رہے۔ وہ ہر رات ان کو جو کی ایک روٹی پیش کرتے۔ تیسرے دن ان کے قبیلے کے ایک شخص نے حارثؓ سے کہا کہ تم نے عمیرؓ اور ان کے گھر والوں کو سخت پریشانی میں مبتلا کردیا ہے۔ ان کے پاس ایک ہی روٹی ہوتی ہے۔ یہ لوگ خود بھوک اور فاقہ کے ہاتھوں پریشان ہونے کے باوجود تم کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگر مناسب سمجھو تو تم میرے یہاں منتقل ہوجاؤ۔"

اس کے بعد حارثؓ نے دیناروں کی تھیلی نکالی اور لے جاکر عمیرؓ کے سامنے رکھ دی، عمیرؓ نے تھیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

"یہ کیا ہے؟"

"اسے امیرالمومنین نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔"

"اس کو واپس لے جاؤ اور ان کی خدمت میں میرا اسلام پیش کرنے کے بعد کہنا کہ عمیرؓ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ سن کر ان کی اہلیہ بول پڑیں: وہ اپنے شوہر اور مہمان کی گفتگو دروازہ کی اوٹ سے سن رہی تھیں۔ "عمیرؓ! اسے لے لیجئے، آپ کو ضرورت ہو تو خرچ کیجئے ورنہ مستحقین میں تقسیم کر دیجئے۔ یہاں ضرورت مندوں اور محتاجوں کی کمی نہیں ہے۔"

حارثؓ دیناروں کی تھیلی عمیرؓ کے سامنے

چھوڑ کر واپسی کے لئے مڑ گئے۔ عمیرؓ نے دیناروں کو لیا اور انہیں بہت سی چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں رکھ کر راتوں رات ضرورت مندوں خصوصاً شہداء کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔ ادھر حارث مدینہ پہنچے تو حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا:

"حارثؓ! تم نے کیا دیکھا؟"

"امیرالمومنین! عمیرؓ اور ان کے اہل و عیال بڑے سخت حالات سے دوچار ہیں۔"

"تم نے دینار ان کو دے دیئے تھے؟"

"ہاں اے امیرالمومنین!"

"انہوں نے کیا کیا؟"

"مجھے نہیں معلوم، لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس میں سے ایک دینار بھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کریں گے۔"

"تب حضرت عمرؓ نے حضرت عمیرؓ بن سعد کو لکھا۔"

"میرا یہ خط تم کو ملے تو اسے اپنے ہاتھ سے رکھنے سے پہلے مدینے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔"

"حضرت عمیرؓ نے مدینہ کا رُخ کیا اور دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنے قریب بٹھاتے ہوئے بولے۔"

"عمیر! تم نے ان دیناروں کا کیا کیا؟"

"امیرالمومنین! جب وہ دینار آپ مجھے دے چکے ہیں تو اب آپ کو ان سے کیا غرض ہے؟"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے ان کو کہاں خرچ کیا۔"

"میں نے انہیں جمع کر دیا ہے تاکہ وہ اس روز میرے کام آئیں جس روز مال اور اولاد کوئی چیز کام نہ آئے گی۔"

یہ سن کر حضرت عمرؓ کی آنکھیں چھلک پڑیں اور انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا:

"عمیرؓ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جو تنگدستی کے باوجود اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔"

پھر آپؓ نے انہیں ایک وسق غلہ اور دو کپڑے دینے کا حکم دیا۔ حضرت عمیرؓ نے کہا۔

"امیرالمومنین! مجھے غلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دو صاع جَو گھر پر چھوڑ آیا ہوں۔ جب تک ہم اسے کھائیں گے۔ خدائے تعالیٰ ہمارے لئے رزق کا بندوبست کر دے گا۔ البتہ کپڑے میں بیوی کے لئے رکھ لیتا ہوں، اس کے کپڑے بالکل بوسیدہ ہو چکے ہیں۔"

اس ملاقات کو ابھی کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ حضرت عمیرؓ بن سعد کے لئے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وقت آ پہنچا جن سے ملنے کا شوق انہیں شب و روز مضطرب اور بے قرار رکھتا تھا۔ وہ سفرِ آخرت پر روانہ ہوئے تو اس شان سے کہ ان کے کندھے پر دنیا کا کوئی بوجھ نہ تھا۔ ان کے اس سفر میں ان کے ساتھ اگر کوئی چیز تھی تو وہ ان کا نور ایمان و ہدایت اور ان کا زہد و تقویٰ تھا۔

حضرت عمرؓ کے پاس جب ان کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع پہنچی تو ان کا دل حزن و ملال سے بھر گیا اور چہرے پر رنج و الم کے آثار نمایاں ہو گئے، جو ان کے اندرونی کرب کا پتہ دے رہے تھے۔ انہوں نے حضرت عمیر بن سعدؓ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"وددت ان لی رجالاً مثل عمیر بن سعد استعین بھم فی اعمال المسلمین۔"

ترجمہ: "کاش! میرے پاس عمیرؓ بن سعد جیسے کچھ اور لوگ ہوتے جن سے میں مسلمانوں کے مسائل میں مدد لیتا۔"

اللہ تعالیٰ حضرت عمیرؓ بن سعد سے راضی ہو، وہ اپنے طرز کے یگانہ و بے مثال فرد تھے۔

☆☆ .... ☆☆

ٹاؤن شپ لاہور میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۷ رجون ۲۰۲۳ء مغرب کی نماز کے بعد مدینہ مسجد میں ختم نبوت کانفرنس میں منعقد ہوئی۔ صدارت پیر رضوان نفیس نے کی، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالنعیم نے سرانجام دیئے، تلاوت قاری مجیب الرحمٰن نے کی۔ نعتیہ کلام جامعہ اشرفیہ کے طالب علم حافظ محمد انصار اور حافظ مدثر اسامہ نے پیش کیا۔ کانفرنس سے مدینہ مسجد سے ملحقہ مدرسہ کے طالب علم۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری مولانا محمد امجد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی اساس و بنیاد ہے۔ اس اہم ترین عقیدہ پر ایمان لائے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ علماء کرام نے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے لئے دو ہی آپشنز ہیں یا تو قادیانیت پر لعنت بھیج کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عفو و کرم سے وابستہ ہو جائیں یا آئین پاکستان کو تسلیم کرتے ہوئے ملک کے شریف شہری بن کر رہیں۔ کانفرنس کے مدعوین کی ضیافت خادم خانقاہ سراجیہ حاجی احمد علی اور بلال نے کی۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، نواب شاہ

رپورٹ:.... قاری عبداللہ فیض

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نواب شاہ کے زیر اہتمام 11 جون 2023ء بروز جمعہ پریس کلب روڈ نواب شاہ میں ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، کانفرنس بعد نمازِ مغرب تا رات گئے جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد مدظلہ نے کی جبکہ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب (شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور) نے خصوصی شرکت فرمائی۔ کانفرنس کے جملہ امور کی نگرانی حضرت مولانا تجمل حسین صاحب (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ) نے ادا کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم نے ادا کئے۔

کانفرنس کا آغاز بعد نمازِ مغرب تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت حافظ علی محمد مگسی نے حاصل کی، جبکہ حافظ میر محمد مگسی اور مولانا محمد اسامہ لغاری نے ہدیہ نعت پیش کیا، حضرت مولانا فاروق احمد سمیجو صاحب (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خیر پور) نے ابتدائی بیان کیا، بعدازاں حضرت مولانا ثناء اللہ مگسی صاحب، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب (استاذ الحدیث مدرسہ عربیہ انوار العلوم کنڈیارو، جنرل سیکریٹری JUI ضلع نوشہرو فیروز)، حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (ٹھری میرواہ)، حضرت مولانا احمد حسین جمالی صاحب (امیر JUI تعلقہ نواب شاہ)، مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد عثمان صاحب (خطیب نمرہ مسجد)، حضرت مولانا ابرار شریف صاحب (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن) کے بیانات ہوئے۔ اس کے بعد زینت القراء فخر القراء حضرت قاری نعیم اللہ حبیب صاحب (کراچی) نے تلاوتِ قرآن کریم سے مجمع کو تازہ کیا، حافظ کلیم اللہ پھلپوٹو صاحب نے نعتیں پیش کیں۔ حضرت مولانا محمد عیسیٰ سموں صاحب (ٹنڈو باگو) نے بھی بیان کیا، سندھ کے معروف ثناء خواں الحاج امداد اللہ پھلپوٹو صاحب نے نعتیں اور نظمیں پیش کیں، حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب (مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)، حضرت مولانا محمد حسین ناصر (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر)، حضرت مولانا قاضی احمد نورانی صدیقی صاحب (رہنماء جمعیت علماء پاکستان کراچی) نے بیانات کئے، پاکستان کے مشہور و معروف ثناء خواں حافظ عبداللہ عبدالقادر صاحب (کراچی) نے حمد، نعت اور نظمیں پیش کیں، حضرت مولانا ممتاز حسین سہتو صاحب (نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان سندھ) نے بیان کیا، مجاہد ختم نبوت جناب منظور احمد میؤ راجپوت صاحب (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر، سینئر وکیل سندھ ہائی کورٹ) نے تعزیراتِ پاکستان پر تفصیلی بیان کیا، اس موقع پر حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی صاحب (درگاہ بیر شریف) نے قاری شکیل احمد صاحب کا ایجاب و قبول کرایا اور خطبہ نکاح پڑھا، شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (مرکزی رہنماء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) نے خطاب کیا، آخر میں شاہینِ جمعیت حضرت مولانا حافظ حمداللہ صاحب (مرکزی رہنماء JUI پاکستان) نے بیان کیا اور اختتامی دعا کرائی۔

کانفرنس میں اکابر کے بیانات:

پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نام پر ہی اس کی بقا ہے۔ قیام پاکستان کی منزل نفاذ اسلام ہے اور اس کی راہ میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔ امن سب کی ضرورت ہے اور سب کو کوشاں رہنا چاہئے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اہم سرکاری اور ریاستی عہدوں پر مسلمان ہی فائز ہو سکتے ہیں۔ قادیانیوں کے حوالے سے آئین اور قانون میں پابندی کے لئے ضروری اقدام کئے جائیں۔ تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اپنی ترجیحات اور پالیسیاں بناتے وقت اسلام اور پاکستان کو مقدم رکھیں اور قادیانی نواز افراد سے دور رہیں۔ عالمی اداروں کے دباؤ یا کسی اور وجہ سے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی آئینی اور قانونی شقوں کے

خلاف کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ کوئی بھی شخص ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کانفرنس سے مرکزی نائب امیر مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا حافظ حمداللہ، مولانا عیسیٰ سموں، قاضی احمد نورانی، سید ضیاء اللہ بخاری، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا تجمل حسین اور دیگر نے خطاب میں کیا۔ مولانا خواجہ عزیز احمد نے کہا کہ علماء کرام اور مسلمانوں نے 1953ء کی ختم نبوت کی تحریک میں قربانیاں دیں اور اس کا نتیجہ تھا کہ 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں فیصلہ کیا گیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ مقررین نے ختم نبوت کی آئینی ترمیم کرنے والی اسمبلی کے ارکان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے بڑی جدوجہد کے بعد اس فتنے کا آئینی اور قانونی طور پر راستہ روکا ہے۔

مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، چوہدری ظہور الٰہی، ذوالفقار علی بھٹو، یحییٰ بختیار اور دیگر اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ کی کوشش اور قربانی کو سلام پیش کرتے ہیں۔

کانفرنس میں سانگھڑ، نوشہرو فیروز، دوڑ، باندھی، شہداد پور، دریا خان مری، سکرنڈ ودیگر علاقوں اور نواب شاہ شہر کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔ اسی طرح نواب شاہ شہر کے اکابر علماء کرام مولانا حزب اللہ کھوسو صاحب، مولانا مفتی محمد یونس صاحب، مولانا محمد یاسین صاحب، مولانا عبدالخالق صاحب، مولانا محمد اکبر صاحب، مولانا مفتی عبدالرؤف قریشی صاحب، مولانا مفتی عقیل احمد صاحب، مولانا طارق محمود صاحب، قاری عبدالقیوم چنہ صاحب، مولانا احمد حسین جمالی صاحب، مولانا قاری عبدالخالق بروہی صاحب، مولانا محمد یاسین بھٹی صاحب، مولانا نیاز اللہ مستوئی صاحب، مولانا محمد امجد مدنی صاحب، مولانا خیر محمد صاحب، مولانا عبدالستار رند صاحب، مولانا مفتی محمد عابد صاحب، حاجی ایاز علی نوناری صاحب، مولانا محمد مدثر صاحب، مولانا احسان اللہ بروہی صاحب، قاری مطیع اللہ خالد صاحب، بھائی شاہد جوکھیو صاحب، مولانا ارشاد احمد صاحب، مولانا مفتی سمیع اللہ مگسی صاحب، مولانا صفی اللہ صاحب، مولانا ضیاء الدین میمن صاحب، مولانا مفتی محمد عثمان حامد صاحب، مولانا مفتی محمد سہیل صاحب، قاری عبدالحلیم فاروقی صاحب ودیگر علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔ کراچی سے رانا محمد انور صاحب، سید انوار الحسن صاحب، مولانا رضوان قاسمی صاحب، ٹنڈوآدم سے مفتی حبیب الرحمن صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈوآدم کے امیر علامہ راشد مدنی صاحب، خانقاہ عالیہ قادریہ حسنیہ شاہ پور چاکر کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالجبار عباسی صاحب، بھریا روڈ سے مولانا حفیظ الرحمن کیریو صاحب، مولانا محمد اشرف صاحب مولانا عبدالغفار رند صاحب اور دوڑ سے قاری جمیل احمد فاروقی صاحب نے بھی ایک بھرپور قافلے سمیت شرکت کی۔

کانفرنس میں مندرجہ ذیل قراردادیں پیش کی گئیں:

1)... آج کا یہ عظیم الشان فقید المثال اجتماع قرارداد پیش کرتا ہے کہ ہم سب کو اپنے ملک سے محبت کے عہد کی تجدید کرنا ہوگی، اس لئے کہ ملک ہے تو ہم سب ہیں، اگر خدانخواستہ ملک غیر مستحکم ہوا یا اسے کچھ ہوگیا تو محفوظ کوئی بھی نہیں رہے گا۔

2)... آج کا یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ یہ ملک پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نام ہی سے اس کی بقا ہے، لہٰذا قیامِ پاکستان کی منزل نفاذِ اسلام کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے اور اسلام کا نظام نافذ کرنا چاہیے، تبھی یہ ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے خصوصاً عقیدہ ختم نبوت، جس کے تحفظ کرنے کا پاکستان کو سرکاری سطح پر اعزاز حاصل ہے، اس عقیدے کی سلامتی اور اس کے خلاف محرکات مثلاً قادیانی فتنے کے خلاف جدوجہد جاری رہنی چاہئے۔

3)... پاکستان اسلامی ملک ہے اور اسلامی ملک کے سرکاری وریاستی عہدوں اور کلیدی مناصب پر مسلمان ہی فائز ہوسکتے ہیں، لہٰذا قادیانیوں کا داخلہ تمام کلیدی عہدوں پر بند کیا جائے اور جس عہدے پر جو قادیانی فائز ہے، اسے اس سے برطرف کیا جائے۔

4)... تمام سیاسی جماعتوں کو چاہئے کہ اپنی ترجیحات اور پالیسیاں اسلام اور پاکستان کو مقدم رکھ کر طے کریں اور قادیانی نواز افراد سے اپنی صف بندی جدا کریں۔ یاد رکھیں کہ ہمارے ملک پاکستان کے مصور وخالق شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ ”قادیانی ملک اور ملت کے غدار ہیں“

5)... جھوٹے مدعی مہدویت گوہر شاہی کی تنظیم انجمن سرفروشانِ اسلام پر پابندی ہے، اس کے خلاف قانونی سرگرمیوں پر قدغن لگائی جائے۔

6)...آج کے اس اجتماع کے توسط سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام مسلمان قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں، کیونکہ قادیانی اپنے مال کا ایک معتدبہ حصہ مسلمانوں کو مرتد بنانے پر صرف کرتے ہیں، لہٰذا عاشقان مصطفی کی ذمہ داری بنتی ہے کہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیتے ہوئے منکرین ختم نبوت کا مکمل معاشی مقاطعہ کریں۔

7)...قادیانی جہاد کے منکر ہیں، لہٰذا انہیں فوج کے عہدوں پر نہ رکھا جائے۔

8)... قادیانی آئین پاکستان کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، حکومت انہیں آئین کا پابند بنائے۔

9)...قادیانی شعائر اسلام کا استعمال نہیں کر سکتے، ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کرنے کا پابند بنایا جائے۔

10)...آخر میں ہم قادیانیوں کو بھی یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ وہ آج بھی اگر مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی جھوٹی نبوت کا طوق اتار کر دامن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوجائیں تو ہم انہیں اپنے بھائیوں کی طرح سینے سے لگانے کو تیار ہیں۔ ہم قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بدبخت پر تین حرف بھیج کر خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے سائے میں آجائیں۔

11)...ریاست پاکستان کے ادارے، پارلیمان اور افواج وطن عزیز کے حساس ادارے ہیں، پوری قوم ان کے ساتھ کھڑی ہے اور انہیں نقصان پہنچانے خصوصاً شہدائے پاکستان کی یادگاروں کی توہین کرنے کی سخت مذمت کرتی ہے اور اس میں ملوث ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتی ہے۔

کانفرنس کے شرکاء کے لئے طعام کا بندوبست جامع مسجد الفلاح میں کیا گیا تھا، جہاں بھائی عبدالرؤف قریشی، قاری علی اصغر، ڈاکٹر علی گوہر بھٹی، بھائی معاویہ، بھائی شبیر احمد، بھائی محمد بلال اور دیگر ساتھیوں نے بھرپور خدمت کی۔ خطباء کرام اور علماء کرام کی رہائش و طعام کا مرکز عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت نواب شاہ میں انتظام تھا، جہاں قاری نیاز احمد خاصخیلی صاحب، بھائی عدیل احمد و دیگر ساتھیوں نے بھرپور خدمت کی۔

کانفرنس کی تیاری کے لئے شہر کے متعدد مقامات پر کیمپ لگائے گئے، جہاں نمازِ عصر سے رات 11 بجے تک ساتھی بیٹھتے اور اعلانات کرتے رہے، جمعہ کے اجتماعات میں اعلانات کئے گئے، متعدد علاقوں میں کانفرنسیں، علماء کے اجلاس، تربیتی پروگرام و بھرپور ملاقاتیں ہوئیں، سب علاقوں میں کافی محنت ہوئی، کانفرنس سے ایک دن قبل شہر بھر میں اعلانات کئے گئے۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مقامی ذمہ داران اور کارکنان نے بھرپور محنت کی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کے تعاون اور محنت و کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اس کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور ہم سب کو تادمِ آخر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور سرورِ کونین ﷺ کی مبارک شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سیدالرسل وخاتم النبیین۔☆☆

توہین قرآن کرنے والے امن عالم کے دشمن ہیں: علماء کرام

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد حنیف کمبوہ، مولانا خالد محمود، مولانا سمیع اللہ نے سویڈن میں قرآن پاک کی بےحرمتی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ سویڈن میں قرآن پاک کی توہین ڈیڑھ ارب مسلمانوں پر حملہ اور بدترین دہشت گردی ہے۔ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں توہین قرآن کی اجازت نہیں دی جاسکتی، سویڈن حکام اس کی روک تھام کے لیے فوری طور پر اقدامات کریں۔ توہین قرآن کرنے والے امن عالم کے دشمن ہیں۔ مسلم حکمران اس شیطانی عمل کو روکنے کے لئے مناسب اقدامات اٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم حکمران عالمی سطح پر تحفظ ناموس رسالت اور قرآن پاک کی تقدس کے لئے قانون سازی کروائیں اور اس سلسلہ میں تمام ضروری اقدامات اٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی تہذیب ڈیڑھ ارب افراد کے دینی جذبات کو مجروح کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ توہین قرآن کرنے والے اپنے شیطانی عمل سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو خون کے آنسو رلا رہے ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ سویڈن میں قرآن پاک نذر آتش کرنے کا گھناؤنا فعل ہر اعتبار سے قابل مذمت اور افسوسناک ہے، تمام مسلم حکمرانوں کو اس قبیح فعل کی بھرپور انداز میں مذمت کرنی چاہیے۔

استاذ العلما حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم کے محسن علمائے کرام میں سے ایک اہم نام مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کا ہے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ۲۵؍مئی ۱۹۲۴ء کو جلال پور پیر والا سے مغرب کی طرف تقریباً ۱۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر بستی عنایت پور میں پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالا اپنے ماموں حاجی رحیم بخشؒ کے ساتھ شاہی مسجد شجاع آباد میں جمعہ پڑھنے کے لئے آئے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے حاجی رحیم بخشؒ سے فرمایا کہ یہ نوجوان ہمیں دے دیں تاکہ ہم اسے دینی تعلیم دیں۔ تو حاجی صاحب نے مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کو حضرت قاضی صاحبؒ کے سپرد کردیا۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے آپ کو جامعہ محمدیہ جامع مسجد سراجاں ملتان میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے قائم کردہ مدرسہ میں داخل کرادیا۔ مولانا نے موقوف علیہ تک کتب جامعہ محمدیہ میں پڑھیں۔

۱۹۴۹ء میں دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سیّد ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد صدیقؒ صدرالمدرسین جامعہ خیرالمدارس آپ کے دورۂ حدیث شریف کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے آبائی علاقہ عنایت پور میں مطالب العلوم کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے استاذ محترم خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمدؒ نے آپ کو ملتان میں ایک مدرسہ میں ابتدائی مدرس مقرر کیا۔ چونکہ آپ جامعہ محمدیہ میں تعلیم کے زمانہ میں مولانا جالندھریؒ کے معتمد رہ چکے تھے۔ مولانا جالندھریؒ انہیں مجلس میں مبلغ کی حیثیت سے لے آئے۔ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی، قائدین ۱۹۵۳ء کی تحریک کے سلسلہ میں ایک اجلاس سے فارغ ہوکر دفتر ختم نبوت بندر روڈ میں آرام کے لئے تشریف لے آئے جس میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ، مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہؒ، عبدالرحیم جوہرؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، جناب نیاز لدھیانویؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، جناب اسد نواز گرفتار کرلئے گئے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی تشکیل

اگرچہ ۱۹۴۹ء میں ہوچکی تھی لیکن باضابطہ انتخاب ۱۶؍ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ، مطابق ۱۳؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو ہوا۔ ابتدائی طور پر جن حضرات نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل کی۔ ان میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ بھی شامل تھے۔

مجلس کی تشکیل کے بعد ختم نبوت کورس میں

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا قائم الدین عباسیؒ، مولانا غلام مصطفی بہاولپوریؒ، مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ پر مشتمل پہلی کھیپ نے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے ردِقادیانیت پر تربیت حاصل کی۔

آپ ۱۹۵۰ء کے اوائل میں مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے مبلغ بنادئے گئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے زمانہ میں آپ فیصل آباد کے مبلغ تھے۔ مولانا تاج محمودؒ مجلس کے امیر تھے۔ مولانا نے آپ کو ایک کار پر لاؤڈ اسپیکر لگواکر فرمایا کہ آپ تحریک کے لئے پورے ضلع میں رضا کار تیار کریں، چنانچہ مولانا قاری عبدالحئی عابدؒ آپ کے رفیق سفر بنادیئے گئے۔ قاری صاحب کی آواز بہت اچھی تھی وہ نعتیں پڑھتے، مولانا تقریر کرتے یوں فیصل آباد کے طول وعرض میں تحریک جوبن پر آگئی۔ ہزاروں مسلمان سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے گرفتاری تو کیا جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ فیصل آباد کی دینی قیادت مولانا مفتی محمد یونس، مولانا تاج محمودؒ، مولانا حکیم عبدالمجید نابینا سمیت تمام قائدین گرفتار ہوچکے ہیں اور پولیس مولانا کو تلاش کررہی ہے۔ کسی وقت بھی گاڑی لاؤڈ اسپیکر ضبط ہوسکتے ہیں تو مولانا نے گاڑی چھوڑدی۔

مولانا نے اپنے ایک انٹرویو میں بتلایا کہ

جامع مسجد کچہری بازار جو تحریک کا مرکز تھی کا پانی اور بجلی کاٹ دیئے گئے۔ مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل نے جمعہ پڑھانا تھا، پولیس اور فوج کی ناکہ بندی کی وجہ سے مفتی صاحب تشریف نہ لاسکے اور مولانا نے جمعہ پر جاندار تقریر کی جس کی وجہ سے تحریک میں دوبارہ جان پڑگئی۔ پولیس نے مقرر کی گرفتاری کے لئے مسجد کے دروازے بند کرادیئے۔ مولانا فرماتے تھے: چونکہ میں نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ایک پرانا سا کمبل اوڑھا ہوا تھا، اس لئے پولیس نے درخور اعتنا نہ سمجھا اور پولیس کو جھل دینے میں کامیاب ہوگئے۔ گاڑی لی اور چھپتے چھپاتے، بچتے بچاتے ملتان پہنچ گئے۔ ملتان سے مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے اگلے پروگرام کا پرچہ پکڑادیا۔ چنانچہ اگلے پروگرام پر جانے سے پہلے مولانا محمد شریف جالندھریؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، شاعر ختم نبوت سائیں محمد حیات جو پنجابی زبان کے فی البدیہہ شاعر تھے سمیت گرفتار ہوگئے اور سینٹرل جیل ملتان پہنچادیئے گئے۔

جیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، سید نورالحسین شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا سلطان محمود ماڑہا اور دیگر حضرات موجود تھے۔ اسی دوران جیل کے عملہ نے مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو جیل میں زہر دے دیا۔ جس سے تمام قیدی سراپا احتجاج بن گئے۔ تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا۔ کچھ عرصہ بعد مولانا اشعرؒ اپنے رفقاء سمیت بورسٹل جیل لاہور منتقل کردیئے گئے۔

مولانا کے متعلق جلال پور پولیس سے انکوائری کی گئی جس سے غیر اہم ثابت ہوئے اور رہا کردیئے گئے۔ انکوائری کمیشن بیٹھا، مولانا جالندھریؒ نے جیل سے خط لکھا کہ کمیشن مقرر ہوچکا ہے، اپنی کتابیں لے کر لاہور پہنچو۔ چنانچہ کتابیں لے کر لاہور پہنچا تو کوئی ٹھہرانے کے لئے تیار نہ تھا۔

خانقاہ سراجیہ کے دوسرے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ نے اپنے ایک مرید حکیم عبدالمجید سیفی سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان اور ختم نبوت کے مجاہد مارے مارے پھر رہے ہیں، انہیں ٹھہرانے کے لئے کوئی تیار نہیں، تو حکیم صاحب ہمیں اپنی کوٹھی پر لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت کندیاں والے بھی لاہور تشریف لائے۔ پروفیسر کریم بخشؒ کی لائبریری نے بھی بہت فائدہ دیا۔ انکوائری کمیشن نے رپورٹ پیش کی۔ تمام قائدین رہا ہوگئے اور آپ کا تبادلہ کراچی کردیا گیا۔ مولانا اشعرؒ تقریباً دس بارہ سال کراچی کے مبلغ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

کچھ عرصہ بعد آپ کو ملتان بلالیا گیا، اور آپ مرکزی مبلغ کی حیثیت سے تاصحت ملتان میں رہے۔ آپ کی ملتان تشریف آوری سے لائبریری کو ایک اچھا منتظم اور لائبریرین مل گیا۔ آپ نے تقریباً تیس پینتیس سال جامعہ عربیہ فاروقیہ عارف والا میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ حضرت جالندھریؒ کی وفات کے بعد مولانا لال حسین اخترؒ کے دورِ امارت میں آپ مرکزی ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ آپ نے بیرون ملک بھی کئی سفر کئے۔ قادیانیوں سے مناظرے کر کے انہیں ناکوں چنے چبوائے، آپ پڑھنے پڑھانے کے آدمی تھے نہ کہ لکھنے لکھانے کے، بایں ہمہ آپ نے تین چار چھوٹے چھوٹے رسالے تحریر فرمائے

جامعہ مدینہ تعلیم الفرقان شورکوٹ کینٹ میں بیان

جامعہ مدینہ شورکورٹ کینٹ کے بانی مولانا غلام رسولؒ تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل جامعہ اسلامیہ ڈابھیل انڈیا سے کی۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا سیّد بدر عالم میرٹھیؒ جیسی جبال العلم شخصیات سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۲ء میں جامعہ مدینہ کی شورکوٹ کینٹ میں بنیاد رکھی۔ آپ ۱۹۸۲ء تک مہتمم رہے۔ فروری ۱۹۸۲ء میں ان کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاری محمد طاہر مدظلہ نے مدرسہ کا نظم سنبھالا، ان دنوں مدارس عربیہ کے تین تین دن کے سالانہ جلسے ہوتے تھے۔ ان حضرات کی دعوت پر مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا لال حسین اخترؒ اور دیگر مبلغین کرام بارہا تشریف لائے۔ یہ ادارہ تحریک ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔ کافی عرصہ سے قاری محمد طاہر بستر علالت پر ہیں۔ ان کی نیابت میں ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد شعیب طاہر مدرسہ کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۴؍جون ۲۰۲۳ء عصر کی نماز کے بعد جامعہ مدینہ میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی اور اساتذہ جامعہ سے تقریباً ایک گھنٹہ ملاقات رہی۔ مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد صدیقیہ چک نمبر ۳۲۷ گ ب میں بیان ہوا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

جو ”کلیاتِ اشعرؒ“ میں شامل ہیں۔

راقم نے ۱۳۹۶ھ میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔ ۱۳۹۶ھ کے آخری تین ماہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ردِقادیانیت پر کورس کیا۔ ہمارے استاذ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ تھے۔ مولانا اشعرؒ سے اگرچہ پڑھنے کی سعادت تو حاصل نہ ہوئی لیکن بہت کچھ سیکھنا ضرور نصیب ہوا۔ راقم جماعت میں آنے کے بعد تقریباً چار پانچ سال رحیم یار خان مبلغ رہا، پھر بہاولپور تبادلہ ہوگیا۔ بہاولپور میں یکم سے ۱۶ر رمضان المبارک تک جامع مسجد الصادق میں ہمارے درس ہوتے تھے، مولانا کئی کئی دن بہاولپور میں راقم کو خدمت کا موقع دیتے رہے۔

مولانا مطالعہ کے دھنی تھے۔ مطالعہ کرتے کرتے سو جاتے اور اٹھتے ہی مطالعہ شروع کردیتے، تلاوت قرآن کا ایک پارہ یومیہ کا معمول تھا۔ جب اسلامی تاریخ معلوم کرنا ہوتی تو مولانا سے پوچھتے تو فرماتے: آج میرا فلاں پارہ تھا، پارہ بتلا کر تاریخ بتلادی۔

آپ نے مدارس عربیہ کے دورہ ہائے تفسیر میں ہزاروں علمائے کرام کو قادیانیت پر ٹریننگ دی۔ آخری دور میں بیمار ہوکر اپنے گھر چلے گئے۔ راقم وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اپنی تحریر کردہ دو کاپیاں یہ فرما کر راقم کو عنایت فرمائیں کہ چونکہ تیرا لکھنے پڑھنے کا ذوق ہے، یہ کاپیاں تیرے کام آئیں گی۔ چنانچہ ان کاپیوں کو سامنے رکھ کر راقم نے کئی ایک مقامات پر طلبا کو درس دیئے ایک مرتبہ ذہن میں خیال آیا کہ آپ نے صرف پڑھنے کے لئے نہیں دی تھیں، چنانچہ ”کلیاتِ اشعرؒ“ کی ترتیب میں انہیں شامل اشاعت کردیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر پھرے اور عوام کو قادیانیت کے دجل وفریب سے آگاہ کیا۔ جب قادیانی کیس اسمبلی میں پیش ہوا تو مبلغین، مناظرین ختم نبوت کے اس طبقہ میں آپ شامل تھے۔ جس نے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو تیار کیا۔ آپ اپنے رفقاء سمیت رات کو اٹارنی جنرل کو کیس کی تیاری کراتے اور وہ دن کو اسمبلی میں گرجتا واقعہ یہ ہے کہ اٹارنی جنرل نے امت مسلمہ کی وکالت کا حق ادا کردیا۔ اس کی جرح کے پیچھے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کی مساعی جمیلہ شامل تھیں۔ اللہ پاک نے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب فرمایا اور ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی کافر قرار دیئے گئے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک میں بھی آپ نے والہانہ کردار ادا کیا۔

ڈیرہ غازی خان کے علاقہ تونسہ شریف میں قیصرانی قبیلہ کے تمن دار قادیانی الیکشن میں کھڑے ہوئے تو وہاں بھی آپ کئی کئی دن صوفی اللہ وسایا کے ساتھ مارے مارے پھرے۔

۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد قادیانیت نے عدالت علیا (ہائی کورٹ) کے کئی بینچوں میں آرڈی نینس کے خلاف رٹیں دائر کیں تو آپ ان بینچوں کے لئے وکلا کو تیار کرتے رہے۔ غرضیکہ چاروں صوبوں کے طول وعرض میں احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا۔

کچھ عرصہ بیمار رہے تو محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تحریک پر آپ کا مشاہرہ جاری رہا اور تاحیات جاری رہا۔ آخر عمر میں شوگر کی زیادتی نے انہیں چارپائی پر ڈال دیا۔ تاآنکہ ۲۲ر مئی ۲۰۰۳ء کو واصل بحق ہوئے۔ شام ساڑھے چھ بجے آپ کے دورۂ حدیث شریف کے ساتھی جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، قراء، طلبا اور عوام نے شرکت کی۔ آپ کو آبائی علاقہ عنایت پور کے قبرستان میں رحمت حق کے سپرد کیا گیا۔ اللّٰھم اغفر له مغفرةً ظاهرةً وباطنةً لاتغادر ذنباً۔

بقیہ:..... سیّدنا حضرت امام حسینؓ

کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے، چاہے اس راہ حق میں جان کا نذرانہ ہی کیوں نہ پیش کرنا پڑے، چاہے اس راہ حق میں اپنی جان ہی چلی جائے، راہِ حق میں اپنی گردن ہی کیوں نہ کٹوانی پڑے۔

آج تقریباً ساڑھے چودہ سو برس گزرنے کے باوجود سیدنا حضرت امام حسینؓ کا پیغام اور فلسفہ حق وصداقت دین اسلام کی سربلندی کا روشن نشان ہے، اس لئے کہ

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

خبروں پر ایک نظر

تحفظ ختم نبوت پروگرام

☆گزشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اوکاڑہ کے زیر اہتمام مختلف مدارس اور مساجد میں تحفظ ختم نبوت پروگرام منعقد کئے گئے جس میں مرکزی راہنماؤں کے بیانات ہوئے۔ ان پروگراموں کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:

۵/جون ۲۰۲۳ء بروز پیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل دیپالپور جامع مسجد رابعہ بصریہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ میں ختم نبوت کانفرنس بعد نماز عشاء مولانا نور محمد کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مولانا آصف فیصل آبادی نے نعت پیش کی۔ کانفرنس میں ضلعی مبلغ مولانا عبدالرزاق، مرکزی مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے بیانات ہوئے۔ مولانا ساجد الرحمٰن، مولانا حق نواز، قاری الیاس، مولانا عارف، مولانا مستقیم کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔

۸/جون ۲۰۲۳ء بروز جمعرات جامعۃ الخیر چک نمبر ۴۴ میں تحفظ ختم نبوت پروگرام کی نگرانی قاری شعیب نے کی، جبکہ صدارت مولانا قاری غلام محمود نے کی، قاری عبدالرزاق (کوٹ ادو) کی تلاوت اور نعت مولانا غلام اللہ علی چشتی کی ہوئی۔ بیانات مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالرزاق ضلعی مبلغ نے کئے۔ علاوہ ازیں طلبا اور طالبات کی دستار بندی اور دوپٹہ پوشی بھی کی گئی۔ اس موقع پر مجلس کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۹/جون ۲۰۲۳ء جمعۃ المبارک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل رینالہ ضلع اوکاڑہ چک ون، اے ایل ۱۰ جامع مسجد بلال میں مولانا ارشد مدنی نے صدارت کی، تلاوت و نعت حافظ عثمان فاروقی اوکاڑہ نے پیش کی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عبدالرزاق کے بیانات ہوئے۔

۱۰/جون ۲۰۲۳ء بعد نماز عشا تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد عائشہ میں مولانا عبداللہ رحیمی کی صدارت، مولانا عابد احسان کی نقابت، مولانا افتخار قصوری کی نعت، مولانا عبداللہ انور، مولانا عبدالرزاق، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان اور مولانا راحیل حنیف کھڈیاں کے بیانات ہوئے۔

۱۲/جون ۲۰۲۳ء بروز اتوار بعد نماز مغرب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد قبا تحصیل کوٹ رادھا کشن قصور میں ختم نبوت کانفرنس مولانا عبدالغنی کی صدارت میں ہوئی۔ تلاوت قاری اکرم نے کی، مولانا شاہد عمران عارفی نے نعت پڑھی۔ مولانا عبدالرزاق ضلعی مبلغ قصور، مرکزی راہنما مجلس مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا مولانا عزیز الرحمٰن ثانی مرکزی راہنما لاہور کے بیانات ہوئے، طلبا کی دستار بندی کی گئی۔ میاں خالد برادران، انتظامیہ مسجد مولانا عبدالحق امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ رادھا کشن، مولانا محمود احمد، قاری جمال دین، مولانا زکریا کے ہمراہ کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی، اس موقع پر لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

۱۸/جون ۲۰۲۳ء بروز اتوار تحصیل چونیاں قصور ختم نبوت کانفرنس میں تلاوت مولانا امیر معاویہ، صدارت قاری عظمت اللہ، نگرانی مولانا سعید الرحمٰن فاروقی، نعت مولانا آصف رشیدی حذیفہ، ابوسعید نے پیش کی۔ بیانات مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا سید ابوبکر شاہ شورکوٹ، مولانا ابوبکر معاویہ جمعیت اہلحدیث کے ہوئے۔ لٹریچر تقسیم ہوا۔ مولانا اسامہ نصیر اسلم، مولانا عرفان، مولانا عمر لکھوی، قاری اسماعیل مولانا فاروق سمیت کثیر حضرات نے شرکت کی۔

اہم گزارش

فتنۂ قادیانیت اور دیگر فتنوں کے تعاقب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کریں۔ اس کے خریدار بنیں، مزید خریدار بنائیں۔ نیز ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (ادارہ)

مولانا رفیق احمدؒ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا رفیق احمدؒ خیر پور ڈاھا پا احمد پور شرقیہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اکثر و بیشتر کتب جامعہ عمر ابن خطاب ملتان سے پڑھیں، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ آپ نے کتب احادیث نبویہ شیوخِ حدیث مولانا محمد صدیقؒ، مولانا منظور احمدؒ، مولانا شبیر الحق کشمیریؒ، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ جیسے اساتذہ کرام سے پڑھیں۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل سے فراغت کے بعد ایک عرصہ تک جامعہ رحمۃ للعالمین جلال پور پیروالا میں صوفی باصفا، استاذ العلماء حضرت مولانا غلام محی الدین مدظلہ کے زیر سایہ تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

گزشتہ دو سال سے جامعہ رحمانیہ میں کتب اسلامیہ کی تدریس وتعلیم میں مصروف تھے۔ ضلع ملتان میں مولانا وسیم اسلم مبلغ مقرر ہوئے تو ان کی وساطت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق قائم ہوا۔ جامع مسجد فاروقیہ جلال پور میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ تدریس وامامت کی مصروفیات کے باوجود مجلس کے مبلغین مولانا وسیم اسلم، مولانا محمد عثمان کے ساتھ مل کر دن رات اپنے آپ کو عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے وقف کردیا۔

۳/جون کو علی مشتاق اسٹیڈیم جلالپور کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے اصل محرک وہی تھے۔ وہ باربار مبلغین مجلس سے فرمائش کرتے کہ جلالپور پیر والا میں بڑی کانفرنس ہونی چاہئے۔ چنانچہ اللہ پاک نے جب ان کی فرمائش پوری کی اور کانفرنس کے اشتہارات شائع ہو گئے اور کانفرنس کی تشہیر شروع ہوئی تو اچانک بیمار ہوگئے اور ہسپتال میں زیرعلاج رہے۔ عین کانفرنس کے دن قبل از دوپہر ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور کانفرنس جس کی کامیابی کے لئے انہوں نے دن رات محنت کی، اس کے لئے کانفرنس ہال میں ہزاروں افراد جمع ہو چکے تھے کہ ان کی میت اسٹیڈیم میں لائی گئی۔ اسٹیج سے اعلان کیا گیا کہ مرحوم کا جنازہ امیر مرکزیہ حضرت خاکوانی صاحب دامت برکاتہم پڑھائیں گے، لیکن بارش تیز ہونے لگی تو احباب کے مشورے سے جنازہ کی نماز کی امامت محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

مولانا رفیق احمدؒ کی ساری زندگی پڑھنے پڑھانے اور دین کی خدمت میں گزری، لیکن عالمی مجلس کے ان کے آخری دو تین سال گزرے، گویا ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے ایک چھلانگ لگائی اور جنت میں پہنچ گئے

راقم نے جنازہ کی نماز سے پہلے مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے حوالہ سے ایک واقعہ عرض کیا، مولانا فرماتے تھے کہ ہمارے ہاں بفہ میں ایک مجذوب آدمی تھا۔ کسی سے گفتگو نہیں کرتا تھا۔ ایک خاتون اپنے مکان کی چھت پر سوئی ہوئی تھی، اسے تقاضا ہوا تو مکان کی چھت پر تقاضا کے لئے بیٹھی تو اسے احساس ہوا کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہے۔ رُخ تبدیل کرنے لگی تو گر گئی، دماغ والی چوٹ لگی اور فوت ہوگئی۔ صبح لوگ اس کی تعزیت کے لئے جمع تھے کہ وہ مجذوب وہاں سے گزرا اور ہنس کر کہنے لگا کہ ایک چھلانگ لگا کر جنت میں پہنچ گئی۔

راقم نے یہ واقعہ سنانے کے بعد کہا کہ یوں تو مولانا رفیق احمدؒ کی ساری زندگی پڑھنے پڑھانے اور دین کی خدمت میں گزری، لیکن عالمی مجلس کے ان کے آخری دو تین سال گزرے، گویا ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے ایک چھلانگ لگائی اور جنت میں پہنچ گئے۔

پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ آٹھ نو بچے بچیاں سوگوار چھوڑے۔ اللہ پاک ان کے بوڑھے والدین اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آمین یاالٰہ العالمین۔

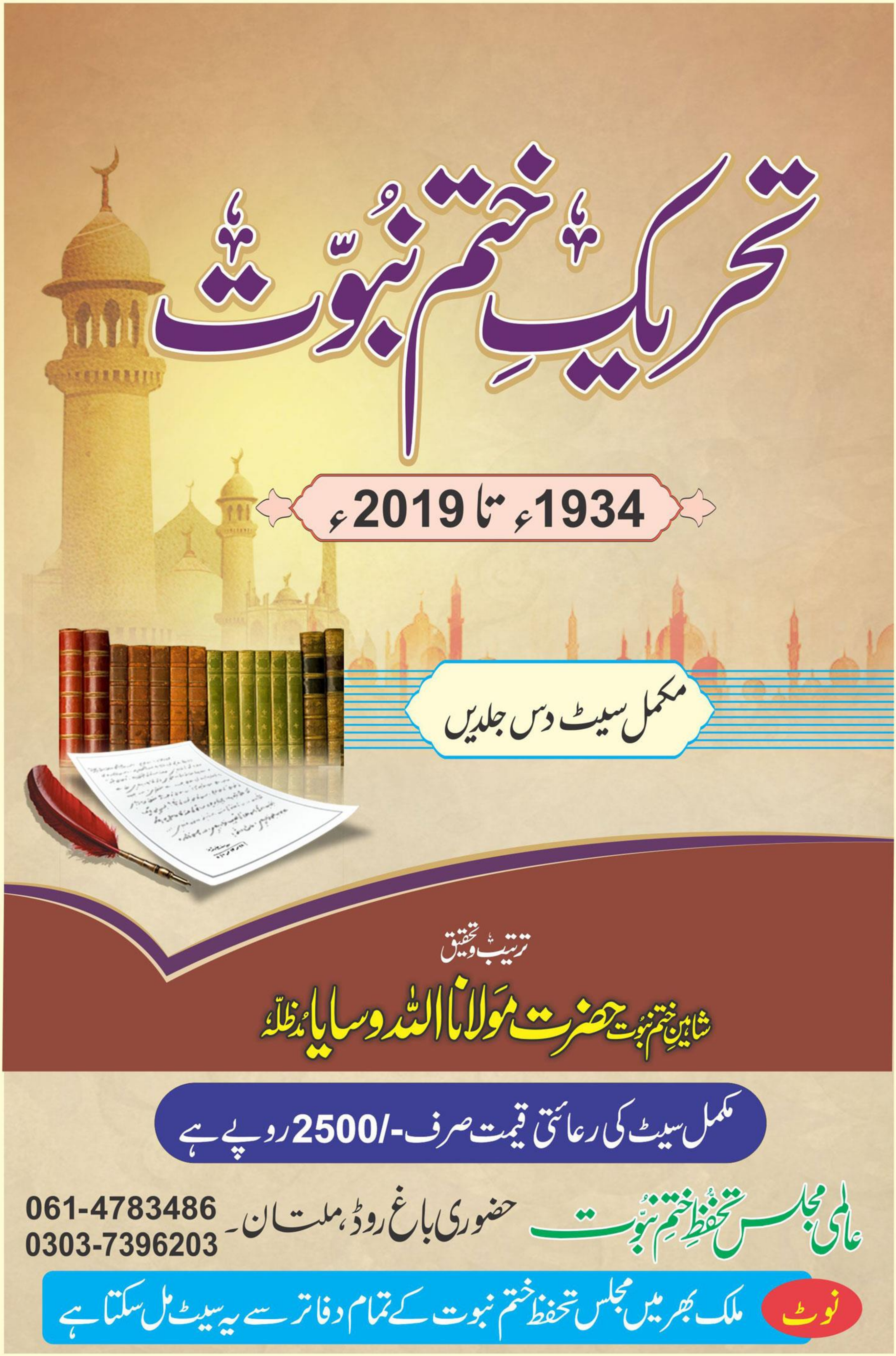
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے